

جامعہ دارالتوحی لاہور کا ترجمان

کَلَّا لِتُقُولَ

رجب / شعبان ۱۴۳۰ھ---اپریل 2019ء

ماہ شعبان شب برات اور ہماری بے اعتدالیاں

استقبال رمضان کے لئے 30 ہدایات

حضرت مفتی قمی عثمانی مظاہر کا حملہ کے بعد انٹرویو

نماذ کے لئے پچوں کو ساتھ لانے کا شرعی حکم

suhaib[®]
gulzar

NOW INTRODUCING

HIGH CLASS STITCHING

DOOR TO DOOR SERVICE
IN YOUR TOWN



WE PROVIDE

CUSTOMIZED TAILORING

HASSLE FREE SERVICE JUST A CLICK AWAY.

PROVIDING YOU

- Pick and Drop Service
- Stitching of Gents & Boys
Shalwar Qamiz, Waistcoat and Sherwani
- Affordable Price

*Your garment will be finished and delivered within 4 to 7 working days.

1. CANAL VIEW

14-A Usman Plaza, Canal View Society,
Multan Road, Lahore.
0423 5294886 - 887

2. GULSHAN RAVI

Saqib Plaza Main Boulevard
Gulshan Ravi Lahore.
0423 7480033 | 0305 7145253

3. BAHRIA ORCHARD

Orchard Heights, Raiwind Road, Lahore.
0301 4046616 | 03338881670

دَارُ الْقُوَّى

رجب/شعبان ۱۴۳۰ھ اپریل : 2019ء

زیر پرستی

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ
حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 7

مدرسہ

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مولانا عبدالودود ربانی
مدیر مسئول

مجلس مشاورت

حضرت مولانا عثمان صاحب
حضرت مولانا عامر رشید صاحب
حضرت مولانا جیل الرحمن صاحب

مفتی محمد اسماء
مولانا ذوالکفل

مجلس ادارت

اس دائرے میں سرخ نشان
مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

نی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ بدل خرچ: ۳۵۰ روپے

سالانہ رسائلے کے اجراء کے لیے مذکورہ پتہ پر منی آؤ رکریں

Email Address
monthlydarultaqwa@gmail.com

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ

متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فون نمبر: 042-35967905
0321-7771130

مطابق شرکت پرنگ پریس

متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

مقام اشاعت

فہرست

اپریل 2019ء

ماہنامہ دارالتوحی

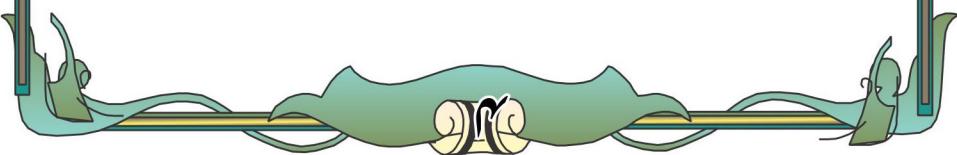
- | | | | | |
|----|-----------------------------|---|----------|---|
| 5 | مدیر مسؤول | → | حرف اویس |  |
| 9 | حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ | → | درس قرآن |  |
| 14 | مفتی فاضل عبدالواحد حسٹاب | → | درس حدیث |  |



مقالات و مضمون



- | | | | | |
|----|--------------------------|---|---|---|
| 16 | مفتی سعید ظفر قاسمی | → | نماز کے لئے بچوں کو ساتھ لانے کا شرعی حکم |  |
| 26 | مفتی نسید عدنان کا کانیل | → | استقبال رمضان کے لئے 30 بہایات |  |
| 37 | مفتی احمد الرحمن | → | سنن کی برکات |  |
| 44 | مولانا ابو جندل قاسمی | → | ماہ شعبان شب برات اور ہماری بے اعتدالیں |  |
| 54 | ندیم محمود ضیا | → | شیخ الاسلام مفتی تقیٰ شفیق نظارہ حملے کے بعد انتہی یو |  |
| 61 | دارالافتاء و تحقیق | → | آپ کے مسائل کا حل |  |
| 65 | حضرت حکیم الامم | → | اعمال قرآنی |  |



نیوزی لینڈ مساجد پر حملے پرستی اور فسطانتیت کی بدترین مثال

نیوزی لینڈ کے شہر کراسٹ چرچ کی النور مسجد اور لین ووڈ میں واقع مسجد میں جمعہ کی نماز کے دوران سفید فام انہاپسندوں نے حملہ کیا جس میں 9 پاکستانیوں سمیت 50 سے زائد نمازی شہید ہوئے۔ حملہ آور 28 سالہ آسٹریلیوی باشندہ تھا جس کی شاخت بریٹن ٹیرینٹ کے نام سے ہوئی ہے، وہ فوجی وردی میں ملوث تھا۔ غیر ملکی میڈیا پروفس کے مطابق حملہ آور نے اپنے سو شل میڈیا اکاؤنٹ سے اسلام خلاف مواد کے 87 صفحات پوسٹ کیے جن میں لوگوں کو مسلمانوں پر حملوں کے لیے اکسایا گیا تھا۔ حملہ آور نے کہا کہ پہلے وہ کسی اور مسجد کو نارگٹ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر اس نے النور مسجد کو نشانہ بنانے کا ارادہ کیا کیونکہ یہاں ایسے لوگوں کی تعداد کہیں زیادہ تھی جنہیں وہ مارنا چاہتا تھا۔ حملہ آور کے مطابق وہ ڈونلڈ ٹرمپ سے کافی متاثر ہے۔ اس نے کہا کہ میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا پُر جوش حامی اور سیاسی طور پر سرگرم خاتون کینڈس اونس سے بھی کافی متاثر ہوں۔ حملہ آور کی مشین گن پر ماضی میں مسلمانوں پر حملے کرنے والے دہشتگردوں کے نام بھی تحریر تھے جو اس کے ہیرویں۔

مغربی میڈیا اس سفارکا نامہ عمل کو دہشت گردی کے بجائے shootings کا نام دیتا ہا اور دہشت گرد کو ذہنی مریض بتاتا رہا، حالانکہ ذرا ساغر کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کسی ذہنی مریض کا انفرادی حملہ نہیں تھا بلکہ ایک انہاپسند مذہبی جنونی کا پوری پلانگ سے کیا گیا حملہ تھا جس کے پس منظر میں مکروہ سوچ کار فرما ہے اور اس کے ساتھ پورا گروہ ملوث ہے۔ حملہ آور کی گن میگزین اور بلٹ پروف جیکٹ پر مختلف نام اور کچھ تاریخی واقعات بعد تاریخ لکھے تھے جس کا پس منظر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ مغرب میں انہاپسندی کن حدوں کو چھوڑتی ہے۔

نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم نے مسلمانوں کے خلاف مغربی ملکوں میں ابھرتی نفرت کو کم کرنے، مسلم

نو جوانوں کے دلوں میں غصہ اور انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے اور مسلمانوں کی دل جوئی کے لئے جو بھر پور اقدامات اٹھائے ہیں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ جیسنہ اآرڈرن نے امریکی صدر ٹرمپ کی پالیسی کے بر عکس مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی انتہک کوششیں کیں۔ انہوں نے آسٹریلیوی عیسائی دہشت گرد کا اپنی پریس کا فرنس میں نام نہیں لیا اور کہا کہ وہ اس کا نام لینے کی بجائے اسے دہشت گرد کہیں گی اور مزید کہا کہ آسٹریلیوی دہشت گرد چاہتا ہے کہ اسے کراست چرچ واقع کے بعد شہرت ملے اس کا یہ خواب پورا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ وزیر اعظم نے اپنی پارلیمنٹ سے بھی خطاب کر کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار پیغامی کیا۔ نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ میں کارروائی کا آغاز پارلیمنٹ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا۔ جس قاری صاحب کو تلاوت قرآن کریم کے لیے مدعو کیا گیا ان کا تعلق پاکستان کے ممتاز دینی و علمی تھانوںی خاندان سے ہے۔ ساخنے کے اگلے جمعے متاثرہ مسجد کے سامنے پارک میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ جس میں مسلمانوں سمیت نیوزی لینڈ کے ہزاروں دوسرے شہریوں نے شرکت کی۔ پہلی مرتبہ لاڑڈ سپیکر پر اذان دی گئی اور ٹیلی ویژن پر براہ راست نشر کی گئی۔ مسجد کے باہر اجتماع میں وزیر اعظم جیسنہ آرڈرن نے بھی سکارف اور ٹھہر کر شرکت کی اور خطاب کیا۔ پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے نیوزی لینڈ کی ہم عصر کوفون کر کے مسجدوں میں سفا کا نہ حملے کے بعد بھر ان سے نہیں کے لیے ان کی کوششوں کو سراہا۔

ان حملوں کے تناظر میں عالمی طاقتلوں اور اقوام متعدد کو چاہئے کہ اسے ٹیکسٹ کیس کے طور پر لیں اور مغرب میں پھیلتے اسلام دشمن نظریات کو کنٹرول کریں اور اسلاموفوبیا کے انسداد کے لئے فوری کارروائی کریں۔ مغرب کو تحصیب کی عینک اتار کر ان واقعات کو دیکھنا ہوگا، نسل پرستی اور فسطائیت کی بدترین مثال ہے۔ مغربی حکومتوں کو اس خطرناک ماحول کا احساس دلانے کے لیے مزید کتنے مسلمانوں کو مرتبا ہوگا کہ جو انہیں سمجھیگی کے ساتھ یہ پتا گانے کی ترغیب دیں کہ کس طرح مغرب میں اسلاموفوبیا اور نسل پرستی کو ہوادی جا رہی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہوتا تو اس کا واضح مطلب ہے کہ مسلم ممالک میں مغرب اور مذہبی اقیتوں کے خلاف نفرت اور شدت پسندی کو ہوامتی رہے گی اور یوں نفرت کا ایک ناختم ہونے والا سلسہ جاری و ساری رہے گا۔

دہشتگردی چاہے کسی بھی صورت میں ہو، کسی بھی ملک میں ہو، اسے اجتماعی طور پر واضح انداز میں یک زبان ہو کر مسترد کرنا ہوگا۔ اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے اگر اس کے پیروکاروں کی نسل کشی اور ان کے خلاف انہیا پسندانہ عزم پر مبنی دہشت گردی جاری رہی تو خدا غواستہ یہ تیسری عالمی جنگ پر منجھ ہو سکتی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم پر حملہ

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم پر 22 مارچ بروز جمعہ اس وقت حملہ کیا گیا جب وہ بیت المکرم مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھانے جا رہے تھے، جس کے نتیجے میں ان کے دو محافظ شہید ہو گئے اور حضرت مفتی صاحب کو اللہ پاک نے محفوظ رکھا۔

دنیا بھر میں حضرت مفتی صاحب پر حملہ کی خبر شدید کھا اور صدمے کے ساتھ سنی گئی۔ حضرت شیخ الاسلام کا شمار عالم اسلام کی ان چنیدہ شخصیات میں ہوتا ہے جن کے علم و عمل حکمت و فقاہت، زہد و تقویٰ، محاسن و اخلاق، اعتدال و رواداری اور خاندانی وجاہت و شرافت کے اپنے پرائے سبھی معرفت ہیں، آپ علم، تقویٰ، امن، شاستری اور تہذیب کی علامت ہیں۔ تعلیم و تعلم، درس و تدریس، تحقیق و تجویز، وعظ و نصیحت، تفسیر قرآن و حدیث و فقہ اور دارالعلوم کراچی آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ آپ عالم اسلام کے بلند پایہ تبحر عالم، فاضل اور رہنماء ہیں بلاشبہ ایسی شخصیات اسلامی دنیا کی متاع بیش بہا اور سرمایہ افتخار ہوا کرتی ہیں جن کا خلاصہ یوں پڑھیں ہوتا۔

کراچی گزشتہ دو دہائیوں سے علماء کرام، مشائخ عظام، طلباء اور دین پسند طبقات کی قتل گاہ بن چکا ہے۔ حالیہ واقعہ شہر میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرتوں بھڑکانے کی ایک مذموم کوشش ہے، جس کے پیچھے ہمسایہ ممالک کا ہاتھ ہونا خارج از امکان نہیں ہے۔ تمام ریاستی اداروں اور حکومت وقت کے لئے یہ چیز ہے کہ فی الفور اس اندوہ ناک واقعے کے تمام کرداروں کو بے ناقاب کر کے کیفر کردار تک پہنچائے، کراچی کا امن خراب کرنے کی کوشش کرنے والے تمام بدخواہوں کو نشان عبرت بنایا جائے۔

سانحہ نیوزی لینڈ ہو یا عالم اسلام کی معروف علمی و دینی شخصیت پر حملہ باوی نظر میں امت مسلمہ کے حوصلے پست کرنے کی ایک سازش لگتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو پورا عالم اسلام خون خون ہے ہمیں بحیثیت مسلمان غور کرنا ہو گا کہ آخر ہر جگہ مسلمان ہی مظلوم کیوں ہے۔ دنیا کی دوسری بڑی عدوی طاقت ہونے کے باوجود ظلم و جور اور جبرا و استبداد کا شکار کیوں ہے؟ سائنس و تکنالوجی کے میدان میں بہت پیچھے رہ جانا ایک وجہ ہو سکتی ہے لیکن بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے حقیقی خالق و مالک کو ناراض کر دیا ہے۔ حکومت و ریاست کو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے تابع رکھنے کی بجائے ہم نے غیر اسلامی طرز حکمرانی اپنالیا۔ ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کو اپنی عدالتوں سے باہر کر دیا۔ ہماری مارکیٹیں اور بازار شرعی احکام سے نا آشنا

ہو گئے، معاشرت اور معاشرت سے ہم نے اسلامی تعلیمات کو دلیں نکالا دے دیا۔ سود کو اپنی تجارت کا لازمی جزو قرار دے کر ہم نے اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ مول لے لی، ہمیں معاشرت اور ثقافت غیروں کی اچھی لگنے لگی، ہم نے رب کو راضی کرنے والے اعمال چھوڑ دیئے۔ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ”میرا جسم میری مرضی“ جیسے بدبو دار نعرے لگتے رہے اور ” مدینہ کی ریاست“ کا دعویٰ کرنے والی حکومت کے سامنے یہ نان ایشور ہا، جب امت کی اکثریت اسلام کے نہری اصولوں سے کنارہ کشی کر کے غیروں کی ثقافت و معاشرت پر راضی ہو جائے، جب ہم زمین سے اللہ کو ناراض کرنے والے اعمال بھیج رہے ہوں تو کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ آسمان سے خیر کے فیصلے آئیں گے۔ آج مسلمانوں پر جو حالات آئے ہوئے ہیں اس کے ذمہ دار کسی حد تک ہم خود ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہم بحیثیت مجموعی اپنے گناہوں سے توبہ کریں، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے اعمال کریں۔ جب ہماری حکومتوں اسلامی اصولوں پر چل رہی ہوں گی۔ جب ہماری عدالتیں انصاف پر مبنی فیصلے کر رہی ہوں گی، جب ہماری سود سے پاک معاشرت شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوگی، جب ہماری معاشرت سنتوں کے کے تابع ہوگی، جب ہماری چوبیں گھنٹے کی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکموں اور حضور پاک ﷺ کی مبارک سنتوں کے مطابق ہوگی تو پھر آسمان سے وہی فیصلے اتریں گے جو بندہِ مومن چاہے گا۔ جیسے اعمال ہم اور پر بھیجیں گے اسی طرح کے فیصلے اتریں گے۔ علامہ اقبال مر حرم نے اس مضمون کو اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھھے بتا تیری رضا کیا ہے

لیکن افسوس! ہم نے مصیبت کی ہر گھڑی میں رجوع الی اللہ کی بجائے غیروں کی طرف دیکھا، اپنے مسائل کے حل کے لئے اسی سے مدد چاہی جو اس مصیبت کا سبب تھا۔ ہماری حکومتوں نے دہشت گردی کے عفریت پر قابو پانے کے لئے انہی طاقتوں سے مدد طلب کی جو عالم اسلام میں دہشت گردی و خون خرا بے کا سبب ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب

اسی عطار کے لوٹے سے دوا لیتے ہیں

والسلام

مدیر مسؤول

درس قرآن
مولانا محمد نجیب قاسمی

مؤمنین کی اہم صفات

سورۃ المؤمنین آیت نمبر ۱ تا ۱۱

أَكُوْذِبُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۝
 ﴿فَدَأْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ حَاسِعُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ
 مُعْرِضُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ لِلرَّكْوَةِ فَاعْلُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ لِفَرْوَجِهِمْ حَفَظُونَ، إِلَّا عَلَى
 أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكُتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ، فَمَنْ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ
 فَأُولَئِكَ هُمُ الْعُدُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ لَا مُنْتَهِيهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاغُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى
 صَلَوَاتِهِمْ يَحْفَظُونَ، أَوْلَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ، الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفَرْدَوْسَ، هُمْ فِيهَا
 خَلِيلُونَ﴾

”ان ایمان والوں نے یقیناً کام یابی حاصل کر لی جن کی نمازوں میں خشوع و خضوع ہے، جو انکاموں سے دور رہتے ہیں جو زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے، جو ان کی ملکیت میں آچکی ہوں، کیوں کہ ایسے لوگ قبل ملامت نہیں ہیں۔ ہاں! جو لوگ اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں، اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پوری تکرانی رکھتے ہیں، یہ ہیں وہ وارث جنہیں جنت الفردوس کی میراث ملے گی۔ یہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ (جو انس و جن اور تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے، جو خالق مالک رازق کا نات ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے، جو انسان کی رگ رگ سے ہی نہیں، بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ سے اچھی طرح واقف ہے۔) نے انسان کی کامیابی کے لیے ان آیات میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے علاوہ 7 صفات ذکر فرمائی ہیں کہ اگر کوئی شخص واقعی کام یا ب ہونا چاہتا ہے تو وہ دنیاوی فانی زندگی میں موت سے قبل ان سات اوصاف کو اپنے اندر پیدا کر لے۔ ان سات اوصاف کے حامل ایمان والے جنت کے اُس حصہ کے وارث بنیں گے جو جنت کا اعلیٰ و بلند حصہ ہے، جہاں ہر قسم کا سکون واطمینان و آرام و سہولت ہے، جہاں ہر قسم کے باغات، چمن، گلشن اور نہریں پائی جاتی ہیں، جہاں خواہشوں کی تکمیل ہے، جس کو قرآن و سنت میں جنت الفردوس کے نام سے موسم کیا گیا ہے، یہی اصل کامیابی ہے کہ جس کے بعد کبھی ناکامی، پریشانی اور تکلیف نہیں ہے، لہذا ہم دنیاوی عارضی و محدود خوش حالی کو فلاح نہ سمجھیں، بلکہ ہمیشہ کی کامیابی کے لیے کوشش رہیں۔ انسان کی کامیابی کے لیے سب سے پہلی اور بنیادی شرط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے، اس کے علاوہ انسان کی کامیابی کے لیے جو سات اوصاف اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں:

خشوع و خضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی

خشوع کے معنی ظاہری اعضا کو جھکانے (یعنی جسمانی سکون) اور خشوع کے معنی دل کو عاجزی کے ساتھ نماز کی طرف متوجہ رکھنے کے ہیں۔ خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم نماز میں جو کچھ پڑھ رہے ہیں اس کی طرف دھیان رکھیں اور اگر غیر اختیاری طور پر کوئی خیال آجائے تو وہ معاف ہے، لیکن جو نہی یاد آجائے دوبارہ نماز کے الفاظ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ غرضیکہ ہماری پوری کوشش ہونی چاہیے کہ نماز کے وقت ہمارا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہم نماز کے کس رکن میں ہیں اور کیا پڑھ رہے ہیں؟ اسی طرح ہمیں اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ ایک اور صاحب بھی مسجد میں آئے اور نماز پڑھی، پھر (آپ ﷺ کے پاس آئے اور) رسول اللہ ﷺ وسلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: جاؤ! نماز پڑھو کیوں کتم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گئے اور جیسے نماز پہلے پڑھی تھی ویسے ہی نماز پڑھ کر آئے، پھر ﷺ کو آ کر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ! نماز پڑھو کیوں کتم نے

نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ اُن صاحب نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حن کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے نماز سکھایے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکمیر کہو، پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ پھر رکوع میں جاؤ تو اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے کھڑے ہو تو اطمینان سے کھڑے ہو، پھر سجدہ میں جاؤ تو اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھو تو اطمینان سے بیٹھو۔ یہ سب کام اپنی پوری نماز میں کرو۔ (صحیح بخاری)

لغو کاموں سے دوری

لغواس بات اور کام کو کہتے ہیں جو فضول، لا یعنی اور لا حاصل ہو، یعنی جن باتوں یا کاموں کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ مولا یے حقیقی نے ان آیات میں ارشاد فرمایا کہ لغو کاموں کو کرنا تو در کنار اُن سے بالکل دور رہنا چاہیے..... ہمیں ہر فضول بات اور کام سے بچنا چاہیے قطع نظر اس کے کہ وہ مباح ہو یا غیر مباح کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ خُشِّنَ إِسْلَامُ الْمُرْءَ تَرَكَ مَا لَآيْغَنَّهُ“ (ترمذی) انسان کا اسلام اسی وقت اچھا ہو سکتا ہے جب کہ وہ بے فائدہ اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔

زلوٰۃ کی ادائیگی

انسان کی کام یابی کے لیے تیسری اہم شرط زلوٰۃ کے فرض ہونے پر اس کی ادائیگی ہے، زلوٰۃ اسلام کے بنیادی پانچ اركان میں سے ایک ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز کے بعد سب سے زیادہ حکم زلوٰۃ کی ادائیگی کا ہی دیا ہے۔ سورہ التوبہ آیت نمبر 34-35 میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے بڑی سخت وعدید بیان فرمائی ہے جو اپنے مال کی کما حقة زلوٰۃ نہیں نکالتے۔ اُن کے لیے بڑے سخت الفاظ میں خبر دی ہے، چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ اپنے پاس سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اُن کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے، یعنی جو لوگ اپنا بیسہ، اپنا روپیہ، اپنا سونا چاندی جمع کرتے جا رہے ہیں اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، اُن پر اللہ نے جو فریضہ عائد کیا ہے اُس کو ادا نہیں کرتے، اُن کو یہ بتا دیجئے کہ ایک دردناک عذاب اُن کا انتظار کر رہا ہے۔

شرم گاہوں کی حفاظت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنسی خواہش کی تکمیل کا ایک جائز طریقہ یعنی نکاح مشروع کیا ہے۔ انسان کی

کام یابی کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک شرط یہ بھی رکھی ہے کہ ہم جائز طریقہ کے علاوہ اپنی شرم گا ہوں کی حفاظت کریں۔ اس آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَلَئِنْهُمْ عَيْرُ مَلُومِينَ﴾ یعنی میاں بیوی کا ایک دوسرے سے شہوت نفس کو تسکین دیناقابل ملامت نہیں، بلکہ انسان کی ضرورت ہے۔ لیکن جائز طریقہ کے علاوہ کوئی بھی صورت شہوت پوری کرنے کی جائز نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَمَنِ ابْتَغَى وَزَاءَ ذِلْكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعُدُونَ﴾ یعنی جائز طریقہ کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زنا کے قریب بھی جانے کو منع فرمایا ہے۔

آج مردوں عورت کا کثرت سے انتلاط، مخلوط تعلیم، بے پردازی، TV اور انٹرنیٹ پر فحاشی اور عربیانی کی وجہ سے ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ ہم خود بھی زنا اور زنا کے لوازمات سے بچیں اور اپنے بچوں بچیوں اور گھر والوں کی ہر وقت مگر ان کو رکھیں، کیوں کہ اسلام نے انسان کو زنا کے اسباب سے بھی دور رہنے کی تعلیم دی ہے۔

امانت کی ادائیگی

امانت کا لفظ ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی ذمہ داری کسی شخص نے اٹھائی ہو اور اس پر اعتماد و بھروسہ کیا گیا ہو، خواہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہو یا حقوق اللہ سے۔ حقوق اللہ سے متعلق امانت فرائض واجبات کی ادائیگی اور محترمات و مکروہات سے پرہیز کرنا ہے اور حقوق العباد سے متعلق امانت میں مالی امانت کا داخل ہونا تو مشہور و معروف ہے، اس کے علاوہ کسی نے کوئی راز کی بات کسی کو بتلائی تو وہ بھی اس کی امانت ہے، اذن شرعی کے بغیر کسی کا راز ظاہر کرنا امانت میں خیانت ہے۔ اسی طرح کام کی چوری یا وقت کی چوری بھی امانت میں خیانت ہے۔ لہذا ہمیں امانت میں خیانت سے بچنا چاہیے۔

عہد و پیمان پورا کرنا

عہد ایک تو وہ معاهدہ ہے جو دونوں طرف سے کسی معاملہ میں لازم قرار دیا جائے، اس کا پورا کرنا ضروری ہے، دوسراؤ جس کو وعدہ کہتے ہیں، یعنی کوئی شخص کسی شخص سے کوئی چیز دینے کا یا کسی کام کے کرنے کا وعدہ کر لے، اس کا پورا کرنا بھی شرعاً ضروری ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ اگر ہم کسی شخص سے کوئی عہد و پیمان کر لیں تو اس کو پورا کریں۔

نمازوں کی پابندی

کام یاب ہونے والے وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی بھی پوری مگرانی رکھتے ہیں۔ یعنی پانچوں نمازوں کو

ان کے اوقات پر اہتمام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ نماز میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت دتا تھی رکھی ہے کہ وہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے، مگر ضروری ہے کہ اس پر پابندی سے عمل کیا جائے اور نماز کو ان شرائط و آداب کے ساتھ پڑھا جائے جو نماز کی قبولیت کے لیے ضروری ہیں، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ، إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفُحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (سورہ العنكبوت: ۴۵) نماز قائم کیجیے، یقیناً نماز بے حیائی اور برابی سے روکنی ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ فلاں شخص راتوں کو نماز پڑھتا ہے، مگر دن میں چوری کرتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نماز عنقریب اُس کو اس برعے کام سے روک دے گی۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان، بزار)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی کام یابی کے لیے ضروری سات اوصاف کو نماز سے شروع کیا اور نماز پر ہی ختم کیا، اس میں اشارہ ہے کہ نماز کی پابندی اور صحیح طریقہ سے اس کی ادائیگی انسان کے پورے دین پر چلنے کا اہم ذریعہ بنتی ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں سب سے زیادہ نماز کی ہی تاکید فرمائی گئی ہے۔ کل قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ نماز کے علاوہ تمام احکام اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرايل علیہ السلام کے واسطہ دنیا میں اتارے، مگر نماز ایسا مہتمم بالشان عمل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر حضرت جبرايل کے واسطہ کے بغیر نماز کی فرضیت کا تحفہ اپنے جیبی ﷺ کو عطا فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو نمازوں کا اہتمام کرنے والا بنائے۔ آمین۔

ان سات اوصاف سے منصف ایمان والوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے 10 اور 11 آیات میں جنت الفردوس کا وارث بتالیا ہے۔ لفظ وارث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح مورث کا مال اس کے وارث کو پہنچا قطعی اور یقینی ہے، اسی طرح ان سات اوصاف والوں کا جنت الفردوس میں داخلہ یقینی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ان سات اوصاف کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں جنت الفردوس کا وارث بنائے، آمین۔

• • •

دریں حدیث

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

رئیس الاقاء جامعہ دارالتحقی

بیویوں میں برابری

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ صَدِيقِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ وَالصَّلَوةُ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَفْرَادٌ أَنَّ يَمْيِنُ إِخْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَجْرُ أَحَدَ شِيقَيْهِ سَاقِطًا أَوْ مَائِلًا (ترمذی وابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں (اور) وہ ایک ہی کی طرف مائل رہے (اس کے ساتھ ترجیحی سلوک کرے جبکہ دوسری کو نظر انداز کرنے رہے اور اس کے ساتھ کمتر سلوک کرے) تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہ اپنے ایک گرے ہوئے یا مجھکے ہوئے پہلو کو کھینچ رہا ہوگا۔

عَنْ عَائِشَةَ صَدِيقَةِ النَّبِيِّ وَالصَّلَوةُ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدُلُ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا قِسْمِيٌ فِيمَا أَفْلَكَ فَلَا تَلْمِنِي فِيمَا تَمْلَكَ وَلَا أَمْلَكُ (ترمذی وابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر کی تھی اور (اس میں) برابری کرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ! جس چیز میں مجھے اختیار ہے (مثلاً رات گزارنے میں اور خرچہ وغیرہ دینے میں) اس میں تو یہ میری تقسیم ہے (کہ برابری کا معاملہ کرتا ہوں) اور جس چیز میں آپ کو اختیار ہے مجھے نہیں (مثلاً کسی کے ساتھ قبی تعلق اور محبت) تو اس میں آپ میرا موانع نہ فرمائیے۔

سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے بیویوں میں قرعد کرنا مستحب ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ

فَأَيَّثُنَّ خَرَجَ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ اداً اَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعد نکالتے اور جس کے نام کا قرعد نکالتا ان کو اپنے ساتھ لے جاتے۔

ئی بیوی کے پاس تین دن یا سات دن رہے تو اتنے ہی دن دوسروں کو بھی دے

ابو بکر بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ نے ان سے فرمایا تم مجھ پر کم و قوت والی نہیں ہو (لیکن بیویوں میں برابری کرنے کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں) اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات راتیں گزاروں پھر دوسری ازدواج کے پاس بھی سات سات راتیں گزاروں اور اگر تم چاہو تو تین راتیں تمہارے پاس گزاروں اور تین تین راتیں دوسری ازدواج کے پاس گزاروں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (یہ خیال کر کے کہ سات راتیں گزارنے کے بعد پھر دوبارہ باری زیادہ مدت کے بعد آئے گی) عرض کیا کہ آپ تین راتیں ہی گزار لیجئے۔ (مسلم)

ایک بیوی کا اپنی باری دوسری بیوی کو ہبہ کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر سیدہ ہو گئیں تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ (اب میں آپ کے کام کی نہیں رہی لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ آخرت میں آپ کی بیوی رہوں اس لئے آپ مجھے اپنے نکاح میں رہنے دیجئے ہاں) آپ کی جو میرے ہاں باری ہے میں وہ (جنوشتی) عائشہ کے نام کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ (نے ان کی یہ بات قبول فرمائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو دن دینے لگے ایک ان کا اپنا دن اور ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا دن۔ (بخاری و مسلم)

• • •

مفتی سعید ظفر قاسمی

نماز کے لئے بچوں کو ساتھ لانے کا شرعی حکم

اسلام اپنے معتدل اور متوازن احکام کی بنا پر دنیا کا واحد مذہب ہے، اس کی تعلیمات ہر شعبہ میں موجود ہیں، اس مذہب کا مقصد انسانیت کے ہر فرد کو رب کائنات کی مرضی کے مطابق ایک باعزت اور دیندار زندگی گزارنا اور آخرت کے امتحان میں کامیابی دلانا ہے، عبادات، معاملات، معاشیات، غرض ہر شعبہ میں جھانکنے سے احساس ہوتا ہے کہ ایک نکتہ سے اٹھا کر درجہ بدرجہ انتہائے کمال تک پہچانا اس مذہب کا طرہ امتیاز ہے۔

”نماز کے لئے بچوں کو مسجد میں لانا“، اس مسئلہ کی افہام و تفہیم سے پہلے چند بنیادی باتیں جان لینا ضروری ہے، ان میں بچہ کی تعلیم و تربیت کو مقدمہ اولیٰ کی حیثیت حاصل ہے، مناسب ہے کہ اس باب پر پہلے نظر ڈال لی جائے۔

اسلام میں اولاد کی تربیت کی اہمیت

ایک بچہ جو والدین کے لئے کمزور اور ناتوان ہوتا ہے، شریعت کی نظر میں بڑی اہمیت کا حامل ہے، آئندہ یہی بچہ خاندان اور معاشرہ کا فرد ہوگا، امن و فضاد اس کے کار و بار زندگی کا نتیجہ ہوگا، بچہ شعور و تمیز کی تکمیل سے پہلے ایک کورے کا غذ کی مانند ہے، اس موقع کی تربیت اور آس پاس کا ماحول کا نقش فی الجھر ہوتا ہے اور انہی خطوط پر اس کی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے، اس لئے مذہب اسلام نے والدین اور اولیا کو بچوں کے متعلق خوب توجہ دلائی ہے کہ بچپن ہی سے ان کو پاکیزہ ماحول فراہم کیا جائے، اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے، اور اس

کے مطابق تربیت و نگرانی کی جائے تاکہ شعور کی پختگی کے ساتھ ساتھ رسول فی الدین بھی حاصل ہو جائے، قرآن کریم میں صاف کہا گیا کہ اپنے ساتھ گھر کے ہر فرد کو بھی دین کی راہ پر لا یئے، سمجھا کر، ڈرا کر، جس طرح ہو سکے، ہر حال دیندار بنانے کی کوشش کیجئے، ورنہ جہنم کا ایندھن بننا طے ہے، ارشادِ بانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قُرُونَ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُرُونُ دُهْنًا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (۱)

اے ایمان والو! بچاؤ جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کی چھپیاں ہیں آدمی اور

پتھر۔ (۲)

سورہ طہ میں اسلام کے کرن اعظم نماز کے حوالہ سے ارشاد ہے:

”وَأَمْرُ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا“ (۳)

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی قائم رہا اس پر۔ (۴)

ترمذی شریف میں ارشادِ مبارک ہے:

”کسی باپ نے کسی اولاد کو اچھی تربیت سے بہتر کوئی عطا نہیں دیا“ (۵)

تربیت اور تادیب بچوں کے صالحیت کی بنیاد ہے؛ اس لئے اس پر اجر بھی بڑا ہے، ترمذی شریف میں

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”آدمی کا اپنی اولاد کو سلیقہ سکھانا اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع صدقہ کرے“ (۶)

اپنی اولاد اور گھر کے دیگر افراد کی دینی تربیت سے متعلق نسائی شریف میں صریح ارشاد ہے: ”حضرت مالک بن حويرثؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے پاس آئے، اور سب کے سب جوان اور ہم عمر تھے، ہم میں راتوں تک وہیں رہے، آپ بڑے رحم کرنے والے اور نہایت رحم دل تھے، آپ یہ سمجھے کہ ہم کو اپنے گھر جانے کا اشتیاق ہو گا، آپ ﷺ نے پوچھا: تم اپنے گھر میں کس کس کو چھوڑ کر آئے؟ ہم نے بتایا، آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر جاؤ، اور وہیں رہو، اور اپنے گھر والوں کو (دین کی باتیں) سکھاؤ، اور ان سے کہو: جب نماز کا وقت ہو تو ایک شخص اذان کہے اور جو سب میں بڑا ہو وہ امامت کرے“ (۷)

مدرسہ حاکم میں ارشادِ مبارک ہے:

”عَلِمُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمُ الْخَيْر“ (۸)

”خود کو اور گھر والوں کو خیر کی باتیں سکھاؤ“

یہ ایک مسلم اصول ہے کہ قرآن و سنت کی طرف سے جب کوئی عام حکم آ جاتا ہے تو ہر شعبہ کے لئے کافی ہے، ہر ہر جزیہ کے لئے الگ حکم نہ دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے، ”خیر“ عام کلمہ ہے؛ چنانچہ انسانی زندگی کا ہر شعبہ خواہ عبادات سے متعلق ہو یا معاملات سے، اولیا کے لئے ان سب میں بچوں کو ادب کی تعلیم اور تربیت دینا واجب اور فرض ہے، ان عمومی تاکیدات کے علاوہ بعض اہم اسلامی چیزوں کے بارے میں ان کی اہمیت کے پیش نظر مستقل ارشادات فرمائے گئے ہیں۔

نومولود کے کان میں اذان کہنا

بچہ کی پیدائش کے بعد اولیا کے لئے پہلا کام یہ ہے کہ بچہ کے داہنے کان میں اذان اور باعثیں کان میں اقامت کی جائے، حضرت ابو رافعؓ کی روایت ہے، فرماتے ہیں :

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حسن بن علی کی ولادت کے بعد کان میں اذان دیتے ہوئے“
آپ ﷺ کی اس تعلیم کا مقصد یہی ہے کہ بچہ دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے رب کی کبریائی اور عظمت بیان کرنے والے الفاظ سنے، کلمات شہادت کی تلقین ہو، گویا یہ صاف پیغام ہے کہ ساری عمر انہی کلمات اور ان کے حدود کی پابندی کے ساتھ گزارنی ہے۔ (۹)

کلمہ لا الہ الا اللہ سکھانا

امام حکم نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(بچہ بولنے کے لائق ہو جائے تو) اپنے بچوں کو سب سے پہلی بات لا الہ الا اللہ کی تعلیم دو“ (۱۰)
اس تعلیم کا مقصد اسلام کی بنیاد توحید اور ایمان کو دل میں جاگزین کرنا ہے۔

قرآن سکھانا

ایک روایت میں بچوں کو تین باتیں سکھانے کا حکم ہے، ان میں ایک قرآن کی تعلیم ہے؛ کیوں کہ یہ کتاب اسلام اور اس کی تعلیمات کا مبدأ اور سرچشمہ ہے، اس کو یکھنا صراطِ مستقیم پر سفر کا آغاز ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤ، نبی ﷺ کی محبت، آپ کے آل کی محبت اور تلاوت قرآن“ (۱۱)
حلال و حرام کی تعلیم

بچوں کے سامنے ابتداء ہی سے حلال چیزوں اور اچھی باتوں کا تذکرہ ہونا چاہئے، اور بری چیزوں کے

لئے نفرت اور بیزاری کا انہمار ہونا چاہئے، تاکہ بچہ کی طبیعت اسی کے مطابق ڈھل جائے، ابن جریر طبریؓ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ کی طاعت پر عمل کرو اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو، اپنی اولاد کو اللہ کے حکم کو پورا کرنے اور گناہوں سے بچنے کا حکم کرو، پس وہ ان کے اور تمہارے لئے جہنم سے بچنے کے لئے ڈھال ہے“ (۱۲)

تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اور اس پر مواخذہ

ذکورہ ارشادات کے علاوہ بے شمار احادیث ہیں، جن میں بچوں کو عبادات، معاملات اور اخلاق سکھانے پر زور دیا گیا ہے اور چھوٹوں بڑوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی عملی صورتیں پیش کی گئی ہیں،،، ذکورہ نصوص میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم و تربیت اور تادیب والدین، اولیا اور سرپرستوں پر دیگر واجبات کی طرح واجب ہے، کوتاہی کرنے پر عند اللہ مowaخذہ ہوگا، بخاری شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

مرد اپنے گھر والوں کا نگراں ہے، اور اس بارے میں سوال کیا جائے گا، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس کے بارے میں سوال ہوگا،“ (۱۳)

بہر حال بچوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے، والدین میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے کہ دین، مذہب، عبادات اور اخلاقیات کے ہر شعبہ سے متعلق تعلیم کا انتظام کرے، فقہانے صراحة کے ساتھ لکھا ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری والدین کی ہے، اگر یہ فریضہ خود ادا نہ کر سکتے ہوں تو اتنا لیق کی خدمت حاصل کی جائے، اور اس کی اجرت بچے کے مال سے ادا کی جائے گی، اگر بچے کے پاس مال ہو، ورنہ باپ کے مال سے، اور اس کے پاس بھی نہ ہو تو مال کے مال سے اجرت ادا کی جائے گی۔ (۱۴)

بچے پر نماز فرض نہیں ہے

جمہور علماء کے نزدیک بلوغت سے پہلے بچے پر نماز فرض نہیں ہے، حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں، یعنی مکف ف نہیں ہیں: سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، بچے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور پاگل یہاں تک کہ عقل آجائے۔ (۱۵)

یہ حکم صریح ہے کہ بچہ پر نماز فرض نہیں ہے لیکن بلوغت سے پہلے عبادت کا شوق اور عادت ڈالنے کے لئے مسجد لا یا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ہم نے مسئلہ کے ہر پہلو پر گفتگو کے لئے دو جماعتیں قائم کی ہیں۔

۱) مانعین یعنی جو بچوں کو مسجد لانے سے منع کرتے ہیں۔

۲) قائلین یعنی جو بچوں کو مسجد لانے کی اجازت دیتے ہیں۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی بچوں کو ”شعر و تمیز“ کے بعد مسجد آنے والے منع نہیں فرماتے ہیں، جیسا کہ آگے آئے گا، (۱۶) البتہ علماء احتراف اس صورت میں بھی کراہت تذہیب کے قائل ہیں (۱۷) موجودہ زمانہ میں مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ طبعی تفریکی وجہ سے بچوں کو مسجد سے بھگانے میں اور کچھ لوگ مسئلہ کی ناواقفیت کی وجہ سے پچھلی صفوں میں دھکیل دیتے ہیں، یہاں دو طبقے قائم کرنے میں تین باتیں خاص طور پر پیش نظر ہیں:

۱) دونوں طبقوں کے دلائل سامنے آجائیں اور ان کی بات صحیح میں آسانی ہو۔

۲) جو لوگ طبعی پیزاری یا ناواقفیت کی وجہ سے مذکورہ معاملہ کرتے ہیں وہ بھی حقیقت سے واقف ہو جائیں۔

۳) فقہا کی آراء کی روشنی میں کچھ ایسا حل پیش ہو کہ ”شعر و تمیز“ والے بچوں کے آنے میں کراہت تذہیب بھی باقی نہ رہے، اس لئے مناسب ہے کہ پہلے دونوں کے دلائل کو دیکھ لیا جائے، بعد میں ان شاء اللہ معتدل رائے قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

مانعین کے دلائل

یہ مسلم اصول ہے کہ مساجد عبادت کے لئے ہیں، ان میں اہو و لعب اور شور و غل کی گنجائش نہیں ہے، اسی طرح مسجد کی بے حرمتی اور نمازوں کی تکلیف اور خلل کا ذریعہ بننے والے کام بھی مسجد میں درست نہیں ہیں، خواہ وہ کام فی نفسہ جائز ہی کیوں نہ ہوں، ارشاد ربانی ہے:

”ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنے کا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا، یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح شام“ (۱۸)(۱۹)

اس آیت میں قیام مسجد کا مقصد بتایا گیا ہے کہ اس میں نماز، تسبیح، تہلیل اور تلاوت قرآن جیسی عبادات

ادا کی جائیں اور اسی میں مساجد کی خبر گیری اور ہر قسم کی گندگی، غیر دینی باتوں اور کاموں سے پاک رکھنے کا صاف حکم ہے۔

مسجد کو گندگی سے صاف رکھنے کا حکم

مسجد میں نبی کریم ﷺ نے متعدد کام کرنے سے منع فرمایا ہے، اور ان کی بنیادی علت مسجد کو بے حرمتی اور نمازوں کو ایذا سے بچانا ہے، ہم اس موقع پر انہی میں سے چند روایات کا تذکرہ کریں گے جو زیر بحث مسئلہ سے متعلق ہیں:

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

”اس دوران کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آئے، اور کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ، رک جاؤ، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کا پیشاب مت روکو، انہیں کرنے دو، چنانچہ صحابہ نے اسے یونہی چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکے، پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا یا اور ان سے فرمایا: یہ مساجد پیشاب اور گندگی کے کام کے لئے موزوں نہیں ہیں، یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لئے ہیں،“ (۲۰)

اس روایت کے ذیل میں گفتگو کرتے ہوئے علامہ ابن حجر نے لکھا ہے:

اس حدیث میں مسجد کی تظیم اور اس کو گندگیوں سے صاف رکھنے کا حکم ہے۔ (۲۱)

مسجد میں تجارت اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنے والوں کے لئے بد دعا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں کوئی چیز پیچ رہا ہے، یا خرید رہا ہے تو اسے بد دعا دو کہ اللہ تیری تجارت میں نفع نہ کریں، اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو اس کو بد دعا دو کہ اللہ تیری چیز واپس نہ کریں،“ (۲۲)

خرید و فروخت اور گم شدہ چیزوں کے اعلان کرنے میں عام طور پر شور و غل ہوتا ہے، آوازیں بلند ہوتی ہیں، جو مسجد کی بے حرمتی اور نمازوں کی تکلیف کا ذریعہ ہے، امام قرضی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اس علت کی وجہ سے ان جائز کاموں کو مسجد میں کرنا ناجائز فرمایا گیا، (۲۳) اور کتب احادیث میں موجود ہے کہ جن

کاموں سے اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف ہوتی ہے، ان کاموں سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔
بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا:
”جو ہسن کھائے وہ مسجد میں نہ آئے“ (۲۲)

”لہسن“ ایک غذا ہے جس کا کھانا جائز ہے، لیکن اس کو کھانے کے بعد ایک خاص قسم کی بدبو پیدا ہوتی ہے، جو لطیف طبیعت کے لئے ایذا کا سبب ہوتی ہے، ظاہر ہے ایسی صورت میں بندے اور فرشتے تکلیف محسوس کریں گے، اس لئے شریعت نے کچا ہسن کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا۔
ذکورہ آیت کریمہ اور احادیث شریفہ میں ممنوع کاموں میں عدم جواز کی علت تلاش کی گئی تو دو علتنیں معلوم ہوئیں:

- (۱) مسجد کی تعظیم کا حکم ہے اور ہر طرح کی گندگی سے مسجد کو صاف رکھنے کا حکم ہے، اور ان ذکورہ کاموں میں سے بعض تلویث مسجد کا سبب بنتے ہیں، اس لئے وہ ناجائز ہیں۔
- (۲) مسجد میں شوروغل کرنا جائز نہیں ہیں اور ذکورہ کاموں میں سے بعض شوروغل اور ایذا مصلین کا سبب بنتے ہیں، اس لئے ناجائز ہیں۔

یہ دو علتنیں معیار بن گئیں، مساجد سے متعلق مسائل کو انہی کسوٹی پر پرکھا جائے گا، اگر ان میں سے دونوں یا ایک علت پائی جائے گی تو وہ کام ناجائز ہو گا، زیر بحث مسئلہ میں اگر غور کیا جائے تو بچوں میں بے شعوری کی وجہ سے پیشتاب، پاخانہ کر کے مسجد کو ناپاک کر دینے کا اندیشہ ہے، اور بچے شرارت بھی خوب کرتے ہیں، جو ایذا مصلین کے ساتھ فرشتوں کی تکلیف کا بھی ذریعہ ہے، چنانچہ ان علتوں کے پائے جانے کی وجہ سے نماز کے لئے بچوں کو مسجد لانا درست نہیں ہونا چاہئے۔

بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور رکھنے کا حکم

حضرت واشلہ بن اشعؓ سے ایک طویل روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تم اپنے بچوں اور پاگلوں کو اپنی مسجدوں سے دور رکھو“ (۲۵)

مانعین کے دلائل کا حاصل اور مسئلہ کی بنیادی علتیں

ابن ماجہ کی مذکورہ ضعیف روایت میں بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور رکھنے کا حکم ہے، اور اس حکم کی وجہ وہی ہیں جن کو ہم ذکر کر چکے:

(۱) تلویث مساجد یعنی بچے اور مجنوں عدم شعور کی وجہ سے پیشاب پاخانہ کر کے مسجد کو ناپاک کر سکتے ہیں۔

(۲) ایذا مصلیبین یعنی بچوں کا شروع عل نماز یوں کے لئے خلل اور ابھن کا سبب ہوگا، لیکن یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ نہایت ضعیف ہے، اگرچہ اپنی عل کی روشنی میں یہ روایت معنی صحیح ہے، علامہ قرطبی علیہ الرحمہ کا یہی موقف ہے، لکھتے ہیں:

”قلت: ما ورد في هذا المعنى وان كان طريقة لينا فهو صحيح معنى“ (۲۶)

شاید معنی صحیح ہونے کی وجہ سے فقہاء کرام نے متعدد مسائل میں اس روایت سے استناد کیا ہے، لیکن اگر فتنی کمزوریوں کی وجہ سے زیر بحث مسئلہ میں اس روایت کو ترک کر دیا جائے اور معیارہ بنایا جائے تو بھی نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیوں کہ جن دو علتوں کی وجہ سے اس روایت میں بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور کرنے کا حکم ہے، وہی علتیں مذکورہ روایات صحیح میں موجود ہیں اور انہی کی وجہ سے مساجد میں متعدد کاموں سے منع فرمایا گیا ہے، جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے، زیر بحث مسئلہ کو بھی انہی علتوں پر تو لا جائے گا تو حکم لگے گا کہ بچوں کو مسجد میں لانا درست نہیں ہے۔

قالین کے دلائل

كتب احادیث میں کثیر تعداد میں روایات موجود ہیں جو بچوں کو مسجد میں لانے کے جواز پر صراحةً دلالت کرتی ہیں، دور نبوی اور دور صحابہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو مسجد نبوی میں لانا عام بات تھی، اس زمانہ میں مسجد نبوی مدینہ کی قدیم آبادی سے دور ایک طرف واقع تھی، (۲۷) صحابہ اور صحابیات نصف رات کے بعد ہی سے مسجد آنا شروع ہو جاتے تھے، اور ان کے ساتھ بچے بھی ہوتے تھے، یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ حیثیت نہیں رکھتا ہے، بعد کے دور میں فقہاء امت کی کتابوں میں مردوں، بچوں اور عورتوں کے درمیان صفائی کا تذکرہ تو ہے، لیکن بچوں کو مسجد لانے نہ لانے کی

بحث کو کوئی ہمیت نہیں دی گئی، گویا ان حضرات کے نزد یک بھی بچوں کو مسجد لانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

آپ ﷺ کا اپنی نواسی امامہ کو مسجد میں لانا

حضرت فقادہ رضی اللہ عنہ واقعہ بیان کرتے ہیں: ”هم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ امامہ بنت ابی العاص بن رفیع کو گود میں اٹھائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، امامہ کی ماں زینب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں، امامہ بچی تھیں، آپ انہیں اٹھائے ہوئے تھے، آپ انے ان کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے نماز پڑھی، جب رکوع میں جاتے تو انہیں اتاردیتے، اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں پھر گود میں اٹھایتے، یہاں تک کہ اسی طرح آپ ﷺ نے نماز پوری کی“ (۲۸)

امامہ کے واقعہ سے فقہا نے بچوں کو مسجد میں لانے کی اجازت دی ہے۔ (۲۹)

امام نسائی علیہ الرحمہ نے اس حدیث پر ”ادخال الصبيان المساجد“ (۳۰) کے الفاظ سے باب قائم کیا ہے، گویا امام نسائی کے نزد یک بھی مذکورہ روایت کی وجہ سے بچوں کو مسجد میں لانے کی اجازت ہے۔

بچے کے رونے کی آواز سے چھوٹی سورت پڑھنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو نماز ہلکی کر دی۔ (یعنی چھوٹی سورتوں سے نماز پوری فرمادی) (۳۱)

اس روایت کے ظاہری الفاظ سے بعض حضرات کو شبہ ہو سکتا ہے کہ بچے مسجد میں نہ ہو، مسجد سے قریب کسی مکان میں ہو، اس کی ماں مسجد میں نماز میں مشغول ہو اور بچہ کی آواز مسجد میں سنائی دے رہی ہو، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم کی روایت میں صراحت ہے: ”مع امّه“ (۳۲) کہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ مسجد میں ہی موجود تھا، آپ ﷺ نے بطور شفقت قرأت ہلکی کر دی تاکہ ماں بچہ کی وجہ سے پریشان نہ ہو، یہ صریح دلیل ہے کہ بچے کو نماز کے لئے مسجد لا یا جا سکتا ہے، اس میں اور ان جیسے واقعات و روایات میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کسی بھی درجہ میں نکیر ثابت نہیں ہے، نشانے بنوی بھی یہی ہے کہ بچوں کو دین کی بتارتخ تعلیم کے لئے شعور کی ابتداء ہی سے مسجد لا یا جائے۔ (جاری ہے)

مراجع و مصادر

- (۱) آخریم: ۷ (۲) ترجمہ شیخ البند (۳) ط: ۱۳۲: (۴) ترجمہ شیخ البند
- (۵) الترمذی، باب ماجاء فی ادب الولد، الرقم: ۱۹۳۹، قال الترمذی: حدیث غریب: ۱۶۰: (۶) الترمذی: باب ماجاء فی ادب الولد، قال الترمذی: حدیث غریب: ۱۶۰:
- (۷) نسائی، باب اجتزاء المرء مَا ذان غیره فی الحضر
- (۸) المستدرک علی الصحيحین للحاکم، رقم: ۳۸۳۶، قال: بذاحدیث صحیح علی شرط اشنجین
- (۹) الترمذی: باب الازان فی أذن المولود، رقم: ۱۵۱۳: (۱۰) شعب الرايمان، باب حقوق الارواح، غریب: ۱۸۹/۱: (۱۱) کنز العمال: ۱۱/۱۲۸:
- (۱۲) تربیت الارواح، ص: ۵۲: (۱۳) بخاری، باب: العبران فی مال سیده
- (۱۴) حاشیۃ بذل الجہود: ۳/۲۳۳، تحفۃ الاحوڑی: ۲۳۵/۲:
- (۱۵) ابو داؤد، کتاب الحدود، باب فی الجھون ییرق---، رقم: ۲۰۳، الترمذی، ابواب الحدود،
- (۱۶) الفقہ علی المذاہب الاربیۃ: ۲۸۸/۲ (۱۷) شامی، مطلب فی أحكام المسجد (۱۸) النور: ۳۶:
- (۱۹) ترجمہ شیخ البند (۲۰) مسلم، باب وجوب غسل الابویل وغیرہ من الجسات: ۱/۳۸:
- (۲۱) فتح الباری: ۱/۳۸۸ (۲۲) تفسیر قرطبی: ۱۲/۷۷:
- (۲۳) الترمذی، أبواب الیوع، باب انی عن لیعن فی المسجد (۲۴) مسلم، باب نبی عن اکل ثما أبوصلان
- (۲۵) ابن ماجہ، ۵۳، یہ روایت پانچ صحابہ کرام وائلہ بن الاصقع، ابو الدرداء، ابو امامہ، معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مردی ہے اور تمام ہی اسناد میں ضعف یا انقطاع ہے:
- (۲۶) قرطبی: ۱۲/۷۹ (۲۷) تحفۃ الامی: ۱/۲۳۹:
- (۲۸) ابو داؤد، الصلاۃ: ۱۳۹، بخاری الصلاۃ: ۱۰۲، مسلم المساجد: ۵۳۳ (۲۹) فتح الباری: ۲/۲۷۶:
- (۳۰) نسائی: ۸۳ (۳۱) مسند احمد: (۳۲) مسلم، باب أمر الائمة تحفیف الصلاۃ فی تمام: ۱/۱۸۸:

● ● ●

مولانا مفتی عدنان کا کاغذیں

استقبال رمضان کے لیے ۱۳۰۴ھ ہدایات

علماء کرام نے رمضان المبارک کے استقبال اور تیاری کے لیے بہت سی اہم ہدایات اور تجویز بیان فرمائی ہیں، جن کا خلاصہ ۱۳۰۴ھ ہدایات کی شکل میں ہے۔

۱: فرائض واجبات کی ادائیگی اور توبہ و استغفار

آمد رمضان سے قبل فرائض واجبات کی ادائیگی کا اہتمام کریں، اگرذے میں قضا نمازیں یارو زے ہوں تو ادائیگی کی ترتیب بنائیں، سابقہ زندگی کی تمام لغزشوں پر سچی توبہ کریں دل کو گناہوں اور برے خیالات سے پاک کریں، آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل و دماغ غرض جسم کے کسی بھی حصے سے صادر ہونے والے گناہوں پر کپکی توبہ کریں تاکہ آپ گناہوں سے پاک ہو کر رمضان المبارک کا استقبال کریں۔

۲: رمضان المبارک کے مسائل سیکھیں اور سکھائیں:

روزہ، تراویح، صدقۃ الفطر، زکوٰۃ، اعتماد اور دیگر احکامات ابھی سے سیکھیں اور سکھائیں۔

۳: اپنے نفس کو تقوی کا پابند بنائیں:

اپنے نفس کو ابھی سے تقوی کا پابند بنائیں، کیونکہ رمضان المبارک تقوی کی عملی تربیت گاہ اور اللہ رب العزت نے رمضان المبارک میں روزوں کی فرضیت کا اہم مقصد تقوی و پرہیزگاری کا حصول بتایا ہے۔

4: صلدہ رحمی میں جلدی کریں:

قطع رحمی یعنی رشتے ناطے توڑنا بہت بڑا گناہ ہے، قطع رحمی کی وجہ سے دعا کیں قبول نہیں ہوتیں، لہذا رمضان آنے سے قبل اس سنگین گناہ سے توبہ اور رشتہ داروں سے صلدہ رحمی کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے: اصل صلدہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی یعنی رشتے ناطے توڑنے کا معاملہ کیا جائے تب بھی وہ صلدہ رحمی کرے۔ بخاری شریف

5: دل صاف کریں:

ہمارا دل، نفرت، جذبہ انتقام اور حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے، دل میں نفرت اور کینہ رکھنے والے کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ مغفرت نہیں فرماتے، لہذا رمضان آنے سے قبل اپنے دل کو ان فضول مصروفیات سے فارغ کر کے خالص عبادات کی طرف اسے متوجہ کریں، سب کو دل سے معاف کر دیں کسی کا کینہ اپنے دل میں نہ رکھیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: دل کے صاف ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ متنقی اور صاف سترہ ادل جس میں نہ گناہ ہونے بغافت، نہ ہی اس میں کسی کا کینہ ہو اور نہ کسی کے بارے میں حسد۔ سنن ابن ماجہ

6: گذشتہ روزوں کی قضا:

گذشتہ سالوں کے روزے اگر کسی شرعی عذر سے رہ گئے ہوں تو رمضان آنے سے پہلے پہلے ان کی قضا کر لیں تاکہ رمضان شروع ہونے سے قبل گذشتہ رمضان کے روزوں کا حساب بے باق ہو جائے۔

7: دعاؤں کا معمول:

رمضان المبارک دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، لہذا بھی سے اپنے آپ کو بھی دعاؤں کا عادی بنائیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ رمضان سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعاؤں کے الفاظ زبانی یاد کیے جائیں، مسنون الفاظ پر مشتمل دعاؤں میں تاثیر بھی زیادہ ہوتی اور قبولیت کا امکان بھی۔

8: صدقہ کرنے کی عادت:

شعبان کے مہینے میں روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ رمضان المبارک میں سخاوت

کرنا آسان ہو جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ سُخنی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا تیز چلتی خوشگوار ہوا سے بھی زیادہ ہو جاتی۔ صحیح بخاری

9: کثرتِ تلاوت کا معمول:

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے خوش قسمت لوگ اس ماہ میں تلاوت کی کثرت کا معمول بناتے ہیں لہذا بھی سے تلاوت قرآن کو زیادہ وقت دینا شروع کریں تاکہ رمضان کی آمد تک آپ کثرت سے تلاوت کرنے کے عادی بن جائیں نیز اگر آپ حافظ قرآن ہیں تو بھی سے قرآن کریم دہرانا شروع کر دیں۔

10: شب بیداری کی عادت:

رمضان میں راتوں کی عبادات (تراتح، تہجد وغیرہ) کا دورانیہ بڑھ جاتا، ان عبادات کو حسن انداز میں اور بلا تھکاوٹ سر انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ ابھی سے شب بیداری اور غلی عبادات کا اہتمام کریں اور اپنے بدن کو عبادات کی کثرت کا عادی بنائیں تاکہ رمضان کی راتوں میں وقت پیش نہ آئے۔

11: انٹرنیٹ و سوچل میڈیا سے احتراز:

رمضان میں اوقات کی قدر دافنی بڑی اہم ہے، آج کل انٹرنیٹ و سوچل میڈیا وقت کے ضیاء کا بڑا سبب بن رہے ہیں، لہذا رمضان سے قبل ان کے استعمال کو ختم یا محدود کرنے کی کوشش کریں، امام مالکؓ و دیگر اسلافؓ کا توبیہ تک معمول تھا کہ رمضان آتے ہی علمی مجالس بھی موقوف فرمادیتے اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے۔

12: ٹی وی سے احتراز:

ٹی وی خرافات کا مجموعہ ہے لہذا رمضان کی آمد سے قبل اس سے جان چھڑانے کی کوشش کریں ٹی وی پر رمضان نشریات کے نام پر اکثر پروگرام غیر شرعی اور مخلوط ہیں ایک آدھ دنی پروگرام درست بھی ہوتا سے بنیاد بنا کر ٹی وی کے سامنے وقت ضائع کرنا ہو شمندی نہیں کیونکہ دنی پروگرامز کے دوران اشتہارات میں

موسیقی اور ناحرم عمرتیں رمضان کی روحانیت ختم کرنے کے لیے کافی ہیں۔

13: رمضان سے پہلے پہلے خریداری کر لیں:

رمضان عبادت کا مہینہ ہے شاپنگ و خریداری کا نہیں نیز رمضان میں رش اور مہنگائی کی وجہ سے وقت اور پیسے کا ضیاء ہوتا ہے لہذا رمضان کی آمد سے قبل شعبان میں ہی عید کی شاپنگ مکمل کر لیں اور اہل خانہ کو بھی یہ بات سمجھائیں۔

14: رمضان المبارک کے لیے کاموں کا بوجھ ہلاکار کھیں:

گھر میں کوئی تعمیراتی یا رنگ و روغن کا کام کروانا ہو، مشین کی مرمت ہو، گاڑی یا سواری کا کوئی لمبا اور پیچیدہ کام ہوا سی طرح دفاتر و کارخانوں کے محنت طلب پروجیکٹ ہوں تو انہیں رمضان المبارک سے پہلے پہلے نمائش کی کوشش کر لیں۔

15: نظام الاوقات ترتیب دیں:

رمضان المبارک سے قبل اپنا نظام الاوقات مرتب کر لیں، جس میں صبح اٹھ کر تہجد، ذکر، دعا نہیں، سحری، نماز فجر اور تلاوت سے لے کر افطاری، تراویح و دیگر معمولات تک کے لیے مناسب وقت متعین ہو اور نیندو آرام کی بھی بھر پور رعایت رکھی جائے۔

16: نوکر، خادم اور ملازم پر کاموں کا بوجھ ہلاکار کر لیں:

رمضان المبارک کی آمد سے قبل نوکر و ملازم میں سے محنت طلب اور مشکل کام کروالیں تاکہ روزے کی حالت میں ملازمین پر کام کا بوجھ ہلاکار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینے میں اپنے غلام (خادم، ملازم) کے بوجھ کو ہلاکا کر دے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور اسے آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ مشکوہ شریف

17: عمرے کی ترتیب بنائیں:

رمضان میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے، صاحب ثروت لوگ ابھی سے عمرے کی ترتیب بنائیں، اسی طرح مسجد حرام اور مسجد نبوی میں اعتکاف اور نمازوں کا ثواب دیگر مساجد سے بہت زیادہ ہے،

یہ ثواب حاصل کرنے کی ابھی سے کوشش کریں۔

18: زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزاریں:

عموماً ہمارا دل مسجد میں نہیں لگتا، لہذا ابھی سے نمازوں کے بعد پچھدی مسجد میں نقلی اعتکاف کی نیت سے ٹھہریں اور مسجد میں دل لگانے کی مشق کریں تاکہ رمضان کے آخری عشرے کے مسنون اعتکاف میں بیٹھنا آسان ہو جائے۔

19: نیند کم کرنے کی عادت ڈالیں:

اگر آپ 8 گھنٹے سونے کے عادی ہیں تو 6 گھنٹے سونے کی عادت ڈالیں تاکہ رمضان میں وقت کا سامنا نہ کرنا پڑے، البتہ تھکاوٹ سے بچنے کے لیے دن میں تھوڑی دیر قبولہ کر لینا مسنون بھی ہے اور تہجد پڑھنے میں معین و مددگار بھی۔

20: چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نمازیں پڑھیں:

اس کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، نیز ماہ شعبان کے آخری عشرے اور رمضان المبارک کے تیس دنوں میں اس کا اہتمام نسبتاً زیادہ آسان ہے، لہذا تکبیر اولیٰ کے ساتھ پنج وقتی نمازیں باجماعت پڑھنے کی ابھی سے ترتیب بنائیں۔

21: سکریٹ، نسوار، پان و دیگر نشہ آور اشیا کا استعمال

سکریٹ، نسوار، پان و دیگر نشہ آور اشیا کا استعمال ابھی سے ختم یا کم از کم محروم کریں اور کوشش کریں کہ ان سے جان چھڑالی جائے تاکہ روزے کی حالت میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، رمضان المبارک نشہ آور اشیا سے جان چھڑانے کا بہترین موقع ہے اور اس میں ہمت، حوصلہ اور اللہ سے مدد مانگتے ہوئے ان آفات سے با آسانی جان چھڑائی جاسکتی ہے۔

22: ملاقاتوں کا سلسلہ محدود کریں:

رمضان میں تقاریب، ملاقاتوں کا سلسلہ بھی محدود کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں صرف ہو سکے، البتہ بیمار کی عیادت اور تیارداری اسی طرح میت کی تجویز و تکفین اور نماز جنازہ میں شرکت

کے موقع جتنے مل سکیں، غنیمت سمجھیں۔

23: چھوٹی چھوٹی سورتیں زبانی یاد کریں:

قرآن کریم کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ابھی سے یاد کرنا شروع کریں تاکہ نوافل اور تجدید میں انہیں پڑھا جاسکے، عام طور پر صرف ایک یاد و سورتیں یاد ہوتی ہیں، اور انہی کو بار بار دہرا یا جاتا ہے، جو مشائی طرز عمل نہیں۔

24: بچوں کو روزے کی عادت ڈالیں:

سات سال یا اس سے بڑے بچوں کو روزے کے حوالے سے خصوصی ترغیب دیں اور ان کی ذہن سازی کریں تاکہ رمضان میں انہیں روزے رکھنے کی عادت پڑ جائے اور بچوں کے زندگی بھر کے روزے آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوں۔

25: کم کھانے کی عادت ڈالیں:

شعبان میں کھانے کی مقدار خاص تناسب سے کم کریں، غذا میں سبزی، پھل اور کھجور کا استعمال زیادہ رکھیں تاکہ صحت و توانائی برقرار رہے اور رمضان تک آپ کم کھانے کے عادی بن جائیں نیز زیادہ کھانے کا بوجھ، بدہضمی اور سستی عبادات میں رکاوٹ نہ بنے۔

26: اس رمضان کو گذشتہ سے ممتاز کریں:

کسی ایسی عبادت کی ترتیب بنائیں جو آپ کے نامہ اعمال میں اس رمضان کو گذشتہ رمضانوں سے ممتاز کردے مثلًا: تیسواں پارہ زبانی یاد کر لیں، یا سورۃ رحمٰن، سورۃ یسین، سورۃ الملک، سورۃ المسجدہ زبانی یاد کر لیں، یا کسی پیغمبر کو ڈھونڈ کر اس کی کفالت کا بندوبست کر لیں، یا جیلوں میں قید لوگوں کی تعلیم و تربیت کی ترتیب بنائیں، یا پانی کی اشد ضرورت ہو تو ٹیوب ویل، کنوں یا ٹھنڈے پانی کا پلانٹ لگوادیں، یا مساجد و مدارس کے ساتھ پر خلوص تعادن کریں، یا مستحق طلبہ کے لیے فیسوں اور یونیفارم وغیرہ کا بندوبست کر لیں، یا کسی غریب لڑکی کی رخصتی کے اخراجات کا بندوبست کر دیں وغیرہ وغیرہ۔

27: ماہ شعبان کی تاریخیں یاد رکھیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کی تاریخیں یاد رکھنے کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے، ایک موقع پر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے لیے شعبان کے چاند گئتے رہو۔ (سنن ترمذی)

28: مالی حقوق سے متعلق مسائل سیکھیں:

عام طور پر رمضان المبارک میں مالی حقوق جیسے زکوٰۃ، عشر، صدقۃ الفطر، نذر وغیرہ کی ادائیگی کی جاتی ہے، لہذا ضروری ہے کہ ان سے متعلق تفصیلی احکامات پہلے سے معلوم کر لیے جائیں، اسی طرح جو مالی حقوق ذمہ میں ہوں (جیسے بیوی کا مہر یا کسی کا قرض وغیرہ) اور ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہو تو رمضان سے پہلے ادا کر لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مالدار آدمی کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ (بخاری شریف)

29: رات جلدی سونے کی عادت ڈالیں:

دوستوں کی فضول مجالس، گپ شپ کی محافل اور رات گئے تک سرانجام دی جانے والی سرگرمیوں سے آہستہ آہستہ کنارہ کشی اختیار کریں تاکہ آپ رمضان میں تراویح کے فوراً بعد بلا تاخیر سو سکیں، یاد رکھیں تہجد اور سحری میں ہشاش بشاش اٹھنے کا دار و مدار بروقت سونے پر ہے۔

30: دعاؤں کا اہتمام کریں:

رمضان المبارک کی تیاری کے حوالے سے درج بالا ہدایات و تجویز پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے رمضان المبارک کی روحانیت و برکات کے حصول کے لیے خصوصی دعا عین مانگیں، باخصوص اس دعا کا اہتمام فرمائیں:

اللهم بارك لنافی رجب و شعبان و بلغنا رمضان

• • •

جامعہ کے دارالاقوامی

کے زیر انتظام بذریعہ ملٹی میڈیا پروجیکٹ
علماء و مفتیان کرام سے استفادے کا موقع

اعتكاف ترتیب نشست

☆ اعتكاف کے فضائل و مسائل ☆ مزید بہت سادیٰ و اصلاحی فائدہ
ترتیب نشست

نمبر شمار	تاریخ	دن	وقت	مقام
1	29 مئی، 2019	بدھ	ظہر تا 3 بجے	الہلال مسجد چوبرجی 03222333224
2	28 مئی، 2019	منگل	ظہر تا 3 بجے	خالق مسجد گلشن راوی 03224047029
3	30 مئی، 2019	جمرات	ظہر تا 3 بجے	چوبرجی کواٹر 03217744712
4	30 مئی، 2019	جمرات	عصر تا مغرب	جامع مسجد پی اینڈ ٹی کالونی 03334287107

مرکزی دفتر: متصل جامع مسجد الہلال، چوبرجی پارک، لاہور

📞 +923222333224 📩 darultaqwa.online@gmail.com

✉ ifta4u@yahoo.com 💬 Mufti Online: +923004113082

🌐 www.darultaqwa.org 🌐 jamiadarultaqwa

YOUR HOME & FAMILY IS SAFE

OUR PRODUCTS

- Un- plasticized polyvinyl chloride (U-PVC) Electrical conduits
- Un- plasticized polyvinyl chloride (U-PVC) high pressure piping system
- Un- plasticized polyvinyl chloride (U-PVC) soil, waste & vent system
- Polyvinyl chloride (PVC) solvent cements & cleaner
- Polypropylene random copolymer (PPR-100) Hot & Cold water system
- High density Polyethylene (HDPE) pipes and fittings ■ Polyvinyl chloride (PVC) cable trunk
- Polypolyvinyl chloride (PVC) Garden & Gas pipes ■ Poly carbonate (PC) Popular switch & socket
- Polyvinyl chloride (PVC) Electrical insulation Tape ■ Polyvinyl chloride (PVC) Foam Board

PROVIDING YOU THE BEST IS OUR FORTÉ

Product Verification
Available on Google Play
Popular pipes Group

www.popularpipesgroup.com

[popularpipesgroupofcompanies](#)

اکتوبر 2018

محرم / صفر ١٤٢٠

Popular

PVC FOAM BOARD

Save Trees Save Lives

POPULAR PIPES GROUP OF COMPANIES INTRODUCES
NEW PRODUCT....



دیمک اور کیٹروں سے محفوظ
پانی اور نبی کے اثرات سے محفوظ
مضبوط سخت ہموار سطح
کیل کو مضبوطی سے پکڑنے کی طاقت
اگ لگنے کے خلاف بھرپور قوتِ مدافعت
موئی اثرات کے خلاف بھرپور قوتِ مدافعت

Izmir Housing Society, 1st Floor, Habib Center, Block A Plot # 4
Commercial Plaza, 8KM Thokar Niaz Baig, Lahore, Pakistan

+92-111-11-8782(UPVC)
+92-42-35979601-3

info@popularpipe.com www.popularpipesgroup.com

جامعہ کے دارالتوحید کے زیر انتظام

مستند علماء و مفتیان کرام کے زیر نگرانی



زکوٰۃ

فضائل و مسائل

ترمیت و رکشان اور چند غلطیوں کا ازالہ

سوال و جواب کی نشست

ترمیت زکوٰۃ سمینارز

دورانیہ
تقریبادو گھنٹے

نمبر شمار	تاریخ	دن	وقت	مقام
1	23 مارچ، 2019	ہفتہ	ظہر تا 4 بجے	زیر مسجد گلشنِ راوی 03222333224
2	17 اپریل، 2019	اتوار	ظہر تا 4 بجے	الہلال مسجد چوبرجی پارک 03222333224
3	14 اپریل، 2019	اتوار	ظہر تا 4 بجے	مکان نمبر 587 گلی نمبر 31 گلہار بلاک بحریہ ٹاؤن (شاهدِ میر صاحب) 03004015576
4	21 اپریل، 2019	اتوار	مغرب تا عشاء	مکان نمبر 691، سڑیت نمبر 3، زید بلاک ڈی ایچ اے (ڈاکٹر علیم صاحب) 03214825025
5	28 اپریل، 2019	اتوار	ظہر تا 4 بجے	جامع مسجد ابو بکر اے بلاک ازمیر ٹاؤن 03213867194
6	5 مئی، 2019	اتوار	ظہر تا 4 بجے	جامع مسجد چوبرجی کوثر زر 03217744712
7	4 مئی، 2019	ہفتہ	مغرب تا عشاء	توحید مسجد نیو سپر ٹاؤن میں بیلوار اڈیفنس 03224055391

آپ سے التماس ہے کہ اس نشست میں ضرور شرکت فرمائیں۔

مفتی احمد الرحمن

سُنّت کی برکات

سنّت کا مفہوم بڑا وسع اور جامع ہے اور پورا دین اور دین کے تمام شعبے اس کے اندر آ جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کن عقائد کی تعلیم فرمائی؟ عبادات کیسے ادا فرمائیں تھیں؟ معاملات و معاشرت میں آپ ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟ سیاست و جهانگیری، صلح و جنگ اور فصل خصومات میں آپ ﷺ کیا انداز تھا؟ آپ ﷺ کی رفتار و گفتار، نشست و برخاست کیسی ہوتی تھی؟ کیسی شکل و شاہد اور لباس و پوشش کو آپ ﷺ پسند یا ناپسند فرماتے تھے؟ اغرض عقائد ہوں یا عبادات، اخلاق ہوں یا معاملات، معاشرت ہو یا سیاست، زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں آنحضرت ﷺ کے نقش پا شہت نہ ہوں اور آپ ﷺ نے اس میں امت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو۔

سُنّت کی عظمت و اہمیت:

ہر مسلمان کو شاہراہ حیات پر سفر کرتے ہوئے قدم قدم پر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں آنحضرت اکی سنّت اور آپ اکا طریقہ کیا ہے؟ اس کے دلائل بے شمار ہیں، مگر میں یہاں صرف تین وجوہ کے ذکر پر اکتفا کروں گا: اول: یہ کہ ہم آنحضرت اکے امتنی ہیں۔ کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ“ پڑھ کر ہم آپ اکی رسالت و نبوت پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے یہ عہد باندھا کہ ہم آپ اکے ہر حکم اور ہر ارشاد کی تعمیل کریں گے۔ اس معاہدة ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ہماری تمام زندگی کا کوئی قدم منشاء نبوی اکے خلاف نہ اٹھے اور ہماری تمام خواہشات سنّت نبوی اکے تابع ہوں، کیونکہ اس کے لغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ آنحضرت اکا ارشاد گرامی ہے: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ هُوَ الْمُهَاجِرُ إِلَيْهِ“ (مشکوٰۃ ہس: ۳۰) ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع ہو جائے، جسے میں لے کر آیا ہوں۔“ پس آنحضرت اکے منصب رسالت و نبوت اور ہمارے امتنی ہونے کا تقاضا ہے کہ ہم

آنحضرت اکے طریقہ زندگی کو پورے طور پر اپنا نئی اور کسی دوسرے طریقہ زندگی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: ”اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا، صرف اسی لئے بھیجا کہ حکم خداوندی اس کی فرمائبرداری کی جائے“۔ (النساء: ۲۳)

دوسری وجہ یہ کہ آنحضرت ﷺ سے ہمارا تعلق محض قانون اور ضابطے کا نہیں، کیونکہ آپ ﷺ ہمارے محبوب بھی ہیں اور محبوب بھی ایسے کہ حسیناں عالم میں کوئی بھی محبوبیت میں آپ ﷺ کی ہمسری نہیں کر سکتا، چنانچہ ارشاد ہے: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کی اولاد اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں“ (تفقیع علیہ، مشکوٰۃ، ص: ۱۲)۔

ایک عارف فرماتے ہیں: لپس جو لوگ آپ ﷺ کی سنت سے انحراف کر کے یہود و نصاریٰ کی سنت کو اپناتے ہیں، ان کا دعویٰ محبت بے روح ہے: ”تم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی بھی کرتے ہو اور آپ ﷺ سے محبت کے بھی دعویدار ہو۔ بخدا! یہ بات تو زمانے کے عجائب میں سے ہے۔ اگر تم آپ ﷺ کی محبت میں سچ ہوتے تو آپ ﷺ کی بات مانتے، کیونکہ عاشق تو اپنے محبوب کا فرمائبردار ہوتا ہے۔“

تیسرا وجہ یہ کہ: آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قیامت تک کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی اور انسانیت کی فلاح و سعادت آپ ﷺ کے قدموں سے والبستہ کردی گئی ہے۔ اگر اس دنیا میں سعادت و کامیابی کے ایک سے زیادہ راستے ہوتے تو ہمیں اختیار ہوتا کہ جس راستے کو چاہیں اختیار کر لیں، لیکن یہاں ایسا نہیں، بلکہ ہدایت و سعادت، صلاح و فلاح اور کامیابی و کامرانی کا بس ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے، اس راستے کے علاوہ باقی تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا مشہور قصہ ہے کہ وہ ایک بار یہودیوں کے بیت المدرس اشتریف لے گئے اور وہاں سے تورات کے چند اور اق اٹھالائے اور انہیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ بدلنے لگا۔ حضرت ابو بکرؓ کے توجہ دلانے پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ دیکھا تو اور اق لپیٹ کر رکھ دیئے، اور یہ کہنا شروع کیا: ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غُضْبِ اللَّهِ وَغُضْبِ رَسُولِهِ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبِّا، وَبِالإِسْلَامِ دِينَا وَمُحَمَّدَ نَبِيَا“ ترجمہ: ”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے، میں اللہ تعالیٰ کو اپنارب مان کر، اسلام کو اپنادین مان کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر راضی ہوا۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے سامنے آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو تو سیدھے راستے سے بھٹک

جاوے گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ خود میری پیروی کرتے،” (مشکوٰۃ، ص: ۲۲۲)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں ہدایت و سعادت کے سرچشمے تھے، لیکن آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ تمام سرچشمے بند کر دیئے گئے اور ان پر خط تنخ صحیح دیا گیا اور آنحضرت ﷺ کی سنت و طریقہ کے بجائے ان حضرات کی شریعت و طریقہ پر عمل کرنا بھی ضلالت و گمراہی قرار پائی۔ اس واقعہ سے ہمیں تین عظیم الشان سبق ملتے ہیں:

ایک یہ کہ جب انبیاء گذشتہ کی پیروی بھی ہمارے لئے موجب فلاج و سعادت نہیں، بلکہ گمراہی و ضلالت ہے تو ان کی بھکی ہوئی قوموں کے نقشِ قدم پر چلنَا فلاج و سعادت کا موجب کیونکر ہو سکتا ہے؟ اسی سے اندازہ کیجئے کہ آج کے مسلمان جو سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کے بجائے یہود و نصاریٰ کی نقاہی میں فخر محسوس کرتے ہیں، وہ فلاج و سعادت سے کس قدر محروم ہیں اور ان کی ضلالت و گمراہی کس قدر لائق صدام ہے۔ آج امت مسلمہ دربار کی ٹھوکریں کھڑا ہی ہے، اس کا راز یہی ہے کہ اس نے اپنا قبلہ تبدیل کر لیا۔ وہ نبی رحمت کے دامنِ رحمت سے کٹ کر وابستہ غیر ایسا ہو گئی ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے مقدس طریقہ زندگی کو چھوڑ کر گمراہ و مغضوب قوموں کے اختراع کر دہ نظام ہائے زندگی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی ہے۔ آج کسی مسلمان کی شکل و صورت، اس کے رہن و سہن، اس کی نشست و بربخاست، اس کے اندازِ گفتلوں اور اس کے مظاہر زندگی کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی ہے یا کسی یہودی و عیسائی اور کسی خدا بیزار قوم کا فرد ہے۔ اپنے نبی رحمت سے ایسی بے وفائی و احسان فرماؤش کا نتیجہ ہے کہ انفرادی طور پر ہر شخص کا ذہنی سکون غارت ہو چکا ہے اور اجتماعی طور پر ذلت و خواری ان کا مقدر بن چکی ہے۔

دوسرے سبق ہمیں اس سے یہ ملتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں بھی منسوخ ہو گئیں، تو آپ ﷺ کے کسی نقال اور کسی جھوٹے مدعی نبوت کی پیروی کی گنجائش کب رہ جاتی ہے؟ اور اگر دورہ محمدی ﷺ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی بھی گمراہی و ضلالت ہے تو کسی مسلیمہ پنجاب اور اسودِ قادریان کی پیروی کے جہالت و حماقت ہونے میں کیا شہرہ سکتا ہے؟

تیسرا سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ دین کے نام پر خود تراشیدہ رسوم و بدعاوں کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ضلالت و گمراہی فرمایا گیا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نماز سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ نے ہمیں ایسا بلیغ و عظیم فرمایا، جس سے آنکھوں سے سیل اشک روای ہو گئے اور دل تھر تھرا گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو ایسا وعظ فرمایا، گویا آپ ہمیں رخصت فرمارے ہیں، اس

لئے ہمیں کوئی خصوصی وصیت فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی اور امیر کی سمع و طاعت بجالانے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ جبشی غلام ہو، کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا، وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، پس میری سنت کو اور خلفاء راشدینؓ کی سنت کو لازم پکڑنا اور دانتوں کی کچلیوں سے مضبوط تھام لینا اور جوئے نئے امور دین میں اختراع کئے جائیں ان سے بچتے رہنا، کیونکہ ہر ایسی ایجاد تو بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے“ (مشکوٰہ، ص: ۳۰)

ان ضروری امور کی وضاحت کے بعد اب ”برکاتِ سنت“ کو بیان کرتا ہوں، لیکن یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ ”برکاتِ سنت“ بے شمار ہیں، ان کا احاطہ ممکن نہیں، یہاں بطور نمونہ چند امور کو بیان کر سکوں گا۔

محبوبیتِ خداوندی:

اتباع سنت کی سبب سے اہم برکت یہ ہے کہ اس کی بدولت آدمی اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہو جاتا ہے، قرآن کریم میں ہے:

”آپ فرمادیجیئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہیں“ (آل عمران: ۳۱)

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: ”یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدیؓ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا محدث رسول اللہؐ کی راہ چلتا، آپؐ کی لائی ہوئی روشنی کو شعل راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعویٰ میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعویٰ میں سچا ہوگا، اتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا، جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی۔“ اتباع نبوی کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ کی محبت و محبوبیت حاصل ہونے کا راز یہ ہے کہ آنحضرتؐ محبوب رب العالمین ہیں۔ جو شخص بھی آنحضرتؐ کی شکل و شہادت، آپؐ کے اخلاق و اعمال اور آپؐ کی سیرت و کردار کو اپنائے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہو جائے گا، کیونکہ محبوب کی ادائیں بھی محبوب ہوتی ہیں۔

دوسرے: یہ کہ آپؐ کی ہر ہادا اور آپؐ اکا ہر قول و عمل منشا الہی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا،

گویا اگر کوئی شخص رضائے الہی کو مجسم شکل میں دیکھنا چاہتا ہو، وہ آنحضرت ﷺ کو دیکھ لے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کو عین اطاعت خداوندی قرار دیا گیا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ”جس نے حکم مانا رسول کا، اس نے حکم مانا اللہ کا۔ اور جو اثاثا پھرا تو ہم نے تجوہ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان“۔ (ترجمہ شیخ البہن)

پس جب آپ ﷺ کی سنت، رضائے الہی کا معیار ہوئی اور آپ ﷺ کی اطاعت عین اطاعت خداوندی قرار پائی تو جو شخص بھی آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپنائے گا اور جو شخص بھی آپ ﷺ کی معین کردہ شاہراہ عمل پر گام زن ہوگا، وہ رضائے الہی کا مورد ہوگا اور ”رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ“ کی بشارت سے سرفراز ہوگا۔ یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) کی انتہائی سعادت و خوش بختی ہے کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے محبوبیت و رضائے الہی کا مقام میرا سکتا ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ محبت و طرفہ چیز ہے، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا وہ محب بھی ہوگا، جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: ”یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْهُمْ“۔ یعنی ”اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں“۔ گویا محبوب رب العالمین ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے والے کو دوناں عطا ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور دوسرا یہ: یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”محب صادق“ ہونے کی سند عطا کی جاتی ہے۔ یہ دونوں کتنے بڑے انعام ہیں؟ اس کی قدر کسی عاشق صادق سے پوچھئے۔

معیتِ نبوی ﷺ

اتباع سنت کی ایک برکت یہ ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں آنحضرت ﷺ کی معیت نصیب ہوگی، آنحضرت ﷺ نے اپنے خادم خاص حضرت انسؓ سے فرمایا تھا ”اے بیٹا! اگر تو اس پر قادر ہو کے ایسی حالت میں صح شام کرے کہ تیرے دل میں کسی کی جانب سے میل نہ ہو تو ضرور ایسا کر، پھر فرمایا: اے بیٹا! اور یہ میری سنت میں سے ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“ (مشکوٰۃ، ص: ۳۰)

اس حدیث پاک میں سنت نبوی ﷺ کو محبوب و مرغوب رکھنے والے کے لئے متعدد انعامات کی بشارت ہے۔ ایک: یہ کہ ایسے شخص کا نام آنحضرت ﷺ کے عشاق و محبین میں لکھا جائے گا، گویا ”عشق رسول“ کا معیار ہی ”سنت نبوی ﷺ“ سے محبت ہے، جو شخص جس قدر تبع سنت ہوگا، اسی قدر عشق رسالت میں اس کا مقام بلند ہوگا اور جو شخص جس قدر سنت نبوی کی پیروی سے محروم ہوگا، اسی قدر ”عشق نبوی“ سے بے نصیب ہوگا۔

دوسرے: یہ کہ اتباع سنت پر صادق مصدق نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ ایسا وعدہ ہے جس میں تخلف کا کوئی امکان نہیں، پس عشق و محبت کے ساتھ سنت نبوی کی بیروی جنت کا لٹکٹ ہے۔ تیسرا انعام جو تمام انعامات سے مزید تر ہے، یہ ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں آنحضرت ﷺ کی رفاقت و معیت نصیب ہوگی اور یہ مضمون قرآن کریم میں بھی منصوص ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ”اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا، سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت، فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جانے والا۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

اس نعمتِ کبریٰ اور دولتِ عظیمی سے بڑھ کر کوئی نعمت ہو سکتی ہے کہ کسی خوش بخت کو سرورِ کوئین ﷺ اور دیگر انبیاء علیهم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحینؐ کی صحبت و رفاقت میر آجائے۔

سو شہید کا مرتبہ:

شہید فی سبیلِ اللہ کا مقام کتنا بلند ہے؟ اور اسے کس قدر انعامات سے نوازا جاتا ہے؟ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں اس کی تفصیل موجود ہے، لیکن ”سنّت نبوی“ پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنے والے کو سو شہید کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے، حدیث شریف میں ہے: ”من تمسک بستی عند فساد امتی فله أجر مائی شہید۔“ (مشکوٰۃ، ص: ۳۰) ترجمہ: ”جس شخص نے میری سنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھا میری امت کے بگاڑ کے وقت، اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے“

دوم: یہ کہ امت کا یہ بگاڑ ترک سنّت کی وجہ سے ہوگا، یعنی امت، آنحضرت ﷺ والے اعمال اور اخلاق و آداب کو چھوڑ کر گمراہ قوموں کے نقش قدم پر چل پڑے گی اور یہی چیز اس کے عالمگیر فساد کا سبب بن جائے گی۔ یہ امت غیر قوموں کی تقلید کے لئے وجود میں نہیں لائی گئی، بلکہ اقوام عالم کی امامت و قیادت کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا تھا، اور وہ امامت و قیادت کے منصب پر اسی وقت تک فائز رہے گی، جب تک وہ خود اپنے نبی الرحمت ﷺ کی مقتدی ہو، آپ ﷺ کے نقش قدم کی پابند ہو اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی امانت کی نگہبان و پاسبان ہو، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ، تَأْمِرُونَ بِالْمُعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ“۔ (آل عمران: ۱۱۰)

ترجمہ: ”تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھی گئی عالم میں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو

برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ (ترجمہ حضرت شیخ البنی)

افسوں ہے کہ قرآن کریم نے ”خبر امت“ کے جو اوصاف و خصوصیات اس آیت کریمہ میں بیان فرمائے ہیں، اپنے نبی رحمت ﷺ کی سنت و طریقہ کو چھوڑنے کی وجہ سے امت ان خصوصیات سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقوام عالم کی قیادت کے بجائے ان کی دریزوڑھ گر ہو کر رہ گئی۔ آج اس کی گروٹ و پستی کا یہ عالم ہے کہ وہ مادیات ہی میں دوسرا قوموں سے بھیک نہیں مانگ رہی، بلکہ آئین و قانون، تمدن و شہریت اور اخلاق و معاشرت کے آداب بھی باہر سے درآمد کر رہی ہے۔ فلی اللہ المشتکی۔

سوم: یہ کہ امت کے عمومی فساد اور بکاڑ کی فضائی میں بھی ہر امتی کو تاکید فرمائی گئی ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ سے تمکن کرے اور اس کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھے، ایسے پراز فساد ماحول میں بھی کسی شخص کے لئے یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ ”اجی کیا کریں؟ پورا معاشرہ ہی بگڑا ہوا ہے، ایسے ماحول میں“ سنت نبوی ﷺ پر عمل کیسے کریں؟“ نہیں، بلکہ چار سو ہزار قتنہ و فساد ہو، معاشرہ اور ماحول کتنا ہی بگڑا ہوا ہو، اتباع سنت کی پابندی بہرحال لازم ہے، یہ کبھی ساقط نہیں ہو سکتی، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امت کے عمومی بکاڑ اور فساد کے زمانے میں بھی ”سنت“ کو مضبوطی، عزم اور حوصلہ کے ساتھ تھامنے کا حکم فرمایا ہے۔

چہارم: یہ کہ جو شخص ایسے فساد آمیز ماحول میں بھی ”سنت نبوی“ کو سینے سے لگائے رکھے، اس کو بشارت دی گئی ہے کہ یہ قیامت کے روز سو شہیدوں کا اجر و مرتبہ پائے گا، کیونکہ شہید تو ایک مرتبہ اپنی جان عزیز کا نذرانہ بارگاہ خداوندی میں پیش کر کے سرخرو ہو جاتا ہے اور یہ شخص کارزار زندگی میں جہاد مسلسل کر رہا ہے، اس پر ہر طرف سے طعنوں کی بارش ہو رہی ہے، کوئی ”دقیانوی“ کہہ رہا ہے، کوئی کٹھ ملا کا خطاب دے رہا ہے، کوئی ”رجعت پسند“ کی پھلتی اڑا رہا ہے۔ الغرض اس مجاہد کو ہزار طعنے برداشت کرنا پڑ رہے ہیں، جن سے اس کے قلب و جگر چھلنی پیں، لیکن اس نے بھی ”محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا عہد باندھ رکھا ہے اور وہ ہر قیمت پر اس عہد کو نجھا رہا ہے، اس لئے کوئی شک نہیں کہ اس کا کارنامہ سو مجاہدوں کے برابر شمار کئے جانے کے لائق ہے۔

بشكريہ ماہنامہ پینات

• • •

از: مولانا ابو جندل قاسمی

مدرسہ قاسم العلوم تیڈہ، مظفرگڑ

ماہِ شعبان، شبِ براءت اور ہماری بے اعتدالیاں

نبی کریم ﷺ شعبان کے مہینے کے اکثر حصے میں روزے رکھتے تھے؛ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (پورے اہتمام کے ساتھ) رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نقلی روزے رکھتے ہوں“ ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں: کانَ أَحَبُّ الشَّهْوُرِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَن يَصُومَ شَعْبَانَ لِمَ يَصُلُّ بِرَمَضَانَ (کنز العمال حدیث) یعنی رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رمضان سے ملا دیں۔ (بخاری مسلم)

ماہِ شعبان میں روزے کی حکمتیں

ماہِ شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ نقلی روزے رکھنے کے کئی اسباب اور کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں، علامہ محب طبریؒ نے چھ حکمتیں بیان فرمائی ہیں، (عمدة القارى ۱۱۹ / ۱۱۹) جن میں سے چار حکمتیں وہ ہیں جن کی طرف احادیث میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، انھیں کو یہاں ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

(۱) رمضان کی تعظیم اور روحانی تیاری

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا

کہ رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: "رمضان کی تعظیم کے لیے شعبان کا روزہ" اخ (ترمذی شریف) یعنی رمضان المبارک کی عظمت، اس کی روحانی تیاری، اس کا قرب اور اس کے خاص انوار و برکات کے حصول اور ان سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور داعیہ ماہ شعبان میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھنے کا سبب بنتا تھا اور شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہے جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے۔ (معارف الحدیث)

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف اعمال کا اٹھایا جانا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے، لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں، حالاں کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال پر وردگار عالم کی جانب اٹھائے جاتے ہیں، لہذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل بارگاہِ الہی میں اس حال میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ (فتح الباری / ۳ / ۲۵۳)

(۳) مرنے والوں کی فہرست کا ملک الموت کے حوالے ہونا

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ماہ شعبان میں اس کثرت سے روزے کیوں رکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس مہینے میں ہر اس شخص کا نام ملک الموت کے حوالے کر دیا جاتا ہے جن کی رو جیں اس سال میں قبض کی جائیں گی؛ لہذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام اس حال میں حوالے کیا جائے کہ میں روزے دار ہوں۔ (فتح الباری / ۳ / ۲۵۳)

(۴) ہر مہینے کے تین دن کے روزوں کا جمع ہونا

ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ہر مہینے تین دن یعنی ایامِ بیض (تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے رکھتے تھے، (نسائی شریف ۱ / ۲۷ / ۲۵۷) لیکن بسا اوقات سفر و ضیافت وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جاتے اور وہ کئی مہینوں کے جمع ہو جاتے، تو ماہ شعبان میں ان کی قضا فرماتے؛ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوّم ثلثۃ ایام من کل شہر فربما آخر

ذلک حتی یجتمع علیہ صوم السنۃ فیصوّم شعبان" (روضۃ المحدثین)

فائدہ (۱): مندرجہ بالا احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی حکمتوں کی وجہ سے شعبان میں کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو روزے مت رکھو“ تو علمانے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس حدیث شریف میں ممانعت ان لوگوں کے لیے ہے جن کو روزہ کمزور کرتا ہے، ایسے لوگوں کو اس حدیث شریف میں یہ حکم دیا گیا کہ نصف شعبان کے بعد روزے مت رکھو؛ بلکہ کھاؤ پیو اور طاقت حاصل کرو، تاکہ رمضان المبارک کے روزے قوت کے ساتھ رکھ سکو اور دیگر عبادات نشاط کے ساتھ انجام دے سکو اور نبی کریم ﷺ چونکہ طاقت ور تھے، روزوں کی وجہ سے آپ ﷺ کو کمزوری لاحق نہیں ہوتی تھی، اس لیے آپ ﷺ نصف شعبان کے بعد بھی روزے رکھتے تھے اور امت میں سے جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہیں اور روزے ان کو کمزور نہیں کرتے وہ بھی نصف شعبان کے بعد روزے رکھ سکتے ہیں، ممانعت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کو کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۲۵۳ / ۲، تحفۃ اللمع)

فائدہ (۲): ماہ شعبان کے روزے صحیح روایات سے ثابت ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر جگی؛ لہذا شعبان کے کم از کم پہلے نصف حصے میں روزے رکھنے چاہئیں اور اس سنت کو زندہ کرنا چاہیے، اگرچہ یہ روزے نفلی ہیں نہ رکھنے پر کوئی موافذہ نہیں۔

شب براءت کی فضیلت و اہمیت

ماہ شعبان کی پندرہویں شب ”شب برأت“ کہلاتی ہے، براءت کے معنی ”رسٹگاری و چھٹکارا“ کے ہیں، شیخ عبدالقدور جیلانی فرماتے ہیں: شب برأت کو شب برأت اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں دو قسم کی براءت ہوتی ہے: (۱) ایک براءت تو بدجھتوں کو خداۓ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (۲) دوسرا براءت خدا کے دوستوں کو ذلت و خواری سے ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے لیے اس روئے زمین پر عید کے دو دن (عید الفطر و عید الاضحی) ہیں، اسی طرح فرشتوں کے لیے آسمان پر دو راتیں (شب براءت و شب قدر) عید کی راتیں ہیں۔ مسلمانوں کی عید دن میں رکھی گئی؛ کیوں کہ وہ رات میں سوتے ہیں اور فرشتوں کی عید رات میں رکھی گئی، کیوں کہ وہ سوتے نہیں۔ (غاییۃ الطالبین، ص ۳۵۶، ۳۵۷)

احادیث شریفہ میں شب براءت کی بہت زیادہ فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے، جن میں سے چار

حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) بے شمار لوگوں کی مغفرت:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی تیری باری میں کسی دوسرا بیوی کے پاس چلا جائے گا؟) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسرا بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہ ہویں شب میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبلیہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (بنوکلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۳۳۹/۳)

(۲) صحیح تک اللہ تعالیٰ کی ندا:

حضرت علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب نصف شعبان کی رات آجائے تو تم اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن (پندرہ ہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو اس لیے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے سے طلوع فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا جس کی میں مغفرت کرو؟، کیا ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کرو؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کرو؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ آواز دیتے رہتے ہیں؛ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے" (ابن ماجہ ص ۹۹، شعب الایمان ۳/۸۷، ۳)

کن لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ جھانکتے ہیں یعنی متوجہ ہوتے ہیں نصف شعبان کی رات میں، پس اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے" (سنن ابن ماجہ ص ۹۹)

مجموعہ احادیث شریفہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عام مغفرت کی اس مبارک رات میں چودہ (۱۲) قسم کے آدمیوں کی مغفرت نہیں ہوتی؛ لہذا ان لوگوں کو اپنے احوال کی اصلاح کرنی چاہیے: (۱) مشرک، کسی بھی قسم کے شرک میں مبتلا ہو (۲) بغیر کسی شرعی وجہ کے کسی سے کینہ اور دشمنی رکھنے والا (۳) اہل حق کی جماعت سے الگ رہنے والا (۴) زانی وزانیہ (۵) رشتہ داری توڑنے والا (۶) شخصوں سے نیچے اپنا کپڑا لکانے والا (۷) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (۸) شراب یا کسی دوسرا چیز کے ذریعے نشہ کرنے والا (۹) اپنا یا کسی دوسرے کا قاتل (۱۰) جبراٹیکس وصول کرنے والا (۱۱) جادوگر (۱۲) ہاتھوں کے نشانات وغیرہ دیکھ کر غیب کی خبریں بتانے والا (۱۳) ستاروں کو دیکھ کر یا فال کے ذریعے خبر دینے والا (۱۴) طبلہ اور باجا بجائے والا۔ (شعب الایمان ۳/۳۸۲، ۳۸۳، التغییب والترہیب)

(۲) پانچ راتوں میں دعا رہنیں ہوتی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: پانچ راتوں میں دعا رہنیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) جمعہ کی رات، ماہ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عیدِ یمن کی راتیں۔ (شعب الایمان)

شب براءت میں کیا کیا جائے؟

شب براءت ایک بابرکت اور عظمت والی رات ہے، اگرچہ شب براءت کے متعلق ذخیرہ احادیث میں جتنی حدیثیں آئی ہیں، وہ سب کمزور ہیں، ان کی سند محمد شین کے اصول کے مطابق صحیح نہیں، مگر چونکہ یہ متعدد حدیثیں ہیں اور مختلف صحابہ گرام (مثلاً: ابو بکر صدیق، علی بن ابی طالب، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمرو بن العاص، ابو شعبہ خشنی، عثمان بن ابی العاص اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم جمیعن وغیرہم) سے مختلف سنوں سے روایت کی گئی ہیں؛ اس لیے یہ روایات کم از کم "حسن لغیرہ" کے درجے میں ہیں؛ اسی لیے بعض اکابر محمدیین نے کہا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہے، چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم "علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ" فرماتے ہیں: "یہ تمام حدیثیں مجموع اعتبر سے اس شخص کے خلاف جلت ہیں جس نے گمان کیا کہ پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے سلسلے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے"۔ (تحفۃ الاحوزی) اسی وجہ سے اکثر بلاد اسلامیہ کے دین دار حلقوں میں ہر زمانے میں اس رات کے اندر عبادت، دعا اور استغفار نیز اس کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا ہے، اس خاص موقع پر کن کاموں کو کس

طریقہ پر کرنا چاہیے اور کن امور سے پر ہیز کرنا چاہیے؟ ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) شب براءت میں عبادت کریں

اس سلسلے میں چند باتیں پیش نظر ہیں ضروری ہیں: (الف) نفلی عبادت تہائی میں اور اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے، لہذا شب براءت کی عبادت بھی گھر میں کریں، مسجد میں نہیں، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَعْجُلُوا فِي الْيُؤْتَمْنِ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَنْهَذُونَ بِالْقُبُورِ» (بخاری شریف ۱۱۵۸) اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بنائے یعنی نوافل گھر میں ادا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ کہ قبرستان میں نمازوں پڑھی جاتی (تحفۃ القاری ۳/۵۰۷)

(ب) اس رات میں (اسی طرح شب قدر میں بھی) عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں؛ ذکر وتلاوت، نفل نماز، صلاۃ النسیخ وغیرہ کوئی بھی عبادت کی جاسکتی ہے۔

(ج) اپنی بہت اور طاقت کے مطابق عبادت کرنی چاہیے، اتنا بیدار رہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی بیار ہو جائے۔

(د) پورے سال فرض نماز کا اہتمام کیا جائے، صرف شب براءت میں نفلی عبادت کر کے اپنے کو جنت کا مستحق سمجھنا باطل خیال ہے، یوں اللہ تعالیٰ مختار کل اور قادر مطلق ہے جس کو چاہے معاف کر سکتا ہے۔

(ه) بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس رات میں ایک مخصوص طریقے سے دور کعت نماز پڑھ لی جائے تو جو نمازیں قضا ہو گئیں وہ سب معاف ہو جائیں گی۔ یہ بات بالکل بے اصل ہے۔

(و) شب براءت میں فضول گپ شپ میں شب بیداری کرنا، گلیوں، چوراہوں اور ہوٹلوں میں وقت گزارنا بالکل بے سود، بلکہ ”نیکی برباد گناہ لازم“ کا مصدقہ ہے۔

(۲) قبرستان جانے کا مسئلہ

حدیث شریف گزر چکی ہے کہ حضور ﷺ اس رات قبرستان تشریف لے گئے گرو منح رہے کہ بنی کریم ﷺ کا یہ عمل اس قدر خفیہ تھا کہ آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی اپنے جانے کو منح رکھا اور کسی بھی صحابی کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے اور بعد میں بھی کسی صحابی کو اس عمل کی ترغیب دینا ثابت نہیں؛ اس لیے شب براءت میں ٹولیوں کی شکل میں قبرستان جانا، اس کو شب براءت کا جزو لازم سمجھنا، راستوں

میں روشنی کا اہتمام کرنا، یہ دین میں زیادتی اور غلو ہے، بغیر کسی اہتمام اور پابندی کے قبرستان جانا چاہیے۔

(۳) پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے امت میں پندرہویں تاریخ کے روزہ رکھنے کا معمول رہا ہے۔ اگرچہ وہ حدیث باتفاق محدثین انتہائی ضعیف ہے؛ کیونکہ اس کے ایک راوی ”ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبہ“ پر حدیث شریف کا الزام ہے۔ تاہم اس حدیث شریف کو موضوع نہیں کہا جاسکتا، کیوں کہ ابو بکر بن عبد اللہ پر حدیث شریف کے الزام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حدیث بھی اس کی بنائی ہوئی ہے۔

درج بالاطور میں تفصیل کے ساتھ یہ بات بیان کی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث موضوع نہیں، اس کو موضوع قرار دینا محدثین کے اصول کے خلاف نیز کم علمی کی دلیل ہے، ہاں یہ حدیث شریف ضعیف ضرور ہے، مگر اس کا ضعف اس پر عمل کرنے سے مانع نہیں، کیوں کہ محدثین نے اس کی بھی صراحت کی ہے کہ ”باب الفضائل“ میں ضعیف حدیث قابل قبول ہوتی ہے؛ چنانچہ امام احمد، عبد الرحمن بن مہدی اور عبد اللہ بن المبارک حنفیہ اللہ تعالیٰ کا قول منقول ہے: ”جب ہم حلال و حرام کے باب میں حدیث نقل کرتے ہیں تو مکمل احتیاط اور سختی سے کام لیتے ہیں اور جب فضائل وغیرہ کے باب میں روایت کرتے ہیں تو نرمی برتنے ہیں“ (اللائل المصنوعہ ۱/۹۹)

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں: ”محدثین وغیرہم کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساؤ برتنا اور موضوع کو چھوڑ کر ضعیف حدیثوں کو ان کا ضعف بیان کیے بغیر روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا جائز ہے مگر اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکام مثلاً حلال و حرام کی حدیثوں میں ایسا کرنا جائز نہیں“ (تدریب الراوی ۱/۲۹۸) اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پندرہویں شعبان کے روزے کو نہ تو سنت قرار دینا مناسب ہے اور نہ بدعت، البتہ مستحب کہا جائے گا، کیوں کہ ایک ضعیف حدیث میں اس کی فضیلت مذکور ہے اور فضائل میں ضعیف حدیث قابل قبول ہوتی ہے۔

لہذا بہتر تو یہ ہے کہ ماہ شعبان کے اکثر حصے کے روزے رکھے جائیں، یہ نہ ہو سکے تو ماہ شعبان کے نصف اول کے روزے رکھے جائیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ شعبان) کے روزے رکھے

جانکیں اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم پندرہ شعبان کا روزہ تور کھیلے، یہ روزہ بھی ان شاء اللہ موجب اجر ہوگا۔

شب براءت کی خرافات

مندرجہ بالا تین اعمال شب براءت سے متعلق ہیں، ان کے علاوہ دیگر تمام اعمال خلافِ سنت، بدعاویٰ و خرافات اور بے اصل ہیں، جن کی شریعت اسلامیہ میں قطعاً گنجائش نہیں، مثلاً:

(۱) آتش بازی

ان بدعاویٰ و خرافات میں سب سے بدترین اور ملعون رسم ”آتش بازی“ ہے، جو آتش پرستوں اور کفار و مشرکین کی نقل ہے، اس شیطانی رسم میں ہر سال مسلمانوں کی کروڑوں کی رقم اور گاڑھی کمائی آگ میں جل جاتی ہے، بڑی دھوم دھام سے آگ کا یہ کھیل کھیلا جاتا ہے، گویا ہم خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیازمندی اور عبادت واستغفار کا تحفہ پیش کرنے کے بعد اپنے پٹا خ اور آگ پیش کرتے ہیں۔

واضح ہے کہ آتش بازی کی یہ بدترین رسم تین بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے:

(الف) اسراف و فضول خرچی

قرآن کریم میں اپنی کمائی فضولیات میں خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے: ”إِنَّ الْمُنْبَدِرِينَ كَثُرُوا لِخَوَانِ الشَّيَاطِينِ“ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔ (سورہ بنی اسرائیل: ۲۷)

(ب) کفار و مشرکین کی مشابہت

ہمارے نبی ﷺ نے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ نَشَّبَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مشکوٰۃ شریف) (یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اور ان کے طور طریق اختیار کرے گا اس کا شمار نہیں میں ہوگا، مگر افسوس ہر چیز میں آج ہم کو غیر وہ کا طریقہ ہی پسند ہے اور اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی سنتوں سے نفرت ہے۔

(ج) دوسروں کو تکلیف دینا

جب پٹا خ چھوڑے جاتے ہیں تو اس کی آواز سے کتنے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کو ہر شخص جانتا

ہے، جب کہ ہمارا مذہب یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن آدمی سے کسی بھی شخص کو (مسلم ہو یا غیر مسلم) تکلیف نہیں ہونی چاہیے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "صحیح معنی میں مومن وہ شخص ہے جس سے تمام لوگ اپنی جانوں اور مالوں پر مامون اور بے خوف و خطر رہیں" یہاں تک کہ جانوروں کو تکلیف دینا بھی شدید گناہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری مسلم)

حاصل یہ ہے کہ صرف "آتش بازی" کی ایک رسم کئی بدترین اور بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے، جو کسی بھی طرح مسلم معاشرے میں رواج پانے کے لائق نہیں؛ بلکہ پہلی فرصت میں قابل ترک ہے۔

(۲) چراغاں کرنا

شب براءت کے موقع پر بعض لوگ گھروں، مسجدوں اور قبرستانوں میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بھی اسلامی طریقے کے خلاف ہے اور غیر مسلموں کے تھوار دیوالی کی نقل اور مشابہت ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ نے لکھا ہے کہ: چراغاں کی رسم کا آغاز بیکی بن خالد برکی سے ہوا ہے، جو اصلاً آتش پرست تھا، جب وہ اسلام لایا تو اپنے ساتھ یہ آگ اور چراغ کی روشنی بھی لایا، جو بعد میں مسلم سوسائٹی میں داخل ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس کو منہبی رنگ دے دیا گیا۔ (عدۃ القاری ۱۱ / ۱۷) اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ میل جوں کی وجہ سے یہ رسم ہم نے اسلام میں داخل کر لی اور غیر وہ کی نقاہ کرنے لگے، جب کہ غیر وہ کی نقل و مشابہت پر سخت وعید آئی ہے جس کو اوپر بیان کرد یا گیا۔

(۳) حلوہ پکانا

شب براءت میں بعض لوگ حلوہ بھی پکاتے ہیں؛ حالاں کہ اس رات کا حلوے سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن و حدیث، صحابہ کرامؐ کے آثار، تابعین و تبع تابعین کے اقوال اور بزرگانِ دین کے عمل میں کہیں اس کا تذکرہ اور ثبوت نہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک جب شہید ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ بات بالکل من گھڑت اور بے اصل ہے، حضور اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک غزوہؑ میں شہید ہوئے تھے، اور غزوہؑ احمد مأہ شوال میں پیش آیا تھا، جب کہ حلوہ شعبان میں پکایا جاتا ہے، دانت ٹوٹنے کی تکلیف مأہ شوال میں اور حلوہ کھایا گیا دس مہینے بعد شعبان میں، کس قدر بے ہودہ اور باطل خیال ہے۔

• • •

ندیم محمود ضیاء الرحمن چترالی

حملے کے وقت میں سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا

مفہیٰ محمد تقیٰ عثمانی متاز دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث اور نائب رئیس ہیں۔ ان کا شمار عالم اسلام کے گئے پنچ بڑے علمی ہوتا ہے۔ رابط عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کے رکن ہیں۔ اردو اونٹریویزی اور عربی کی 44 سے زائد کتب کے مصنف اور اسلامی بینکاری کے موجد ہیں۔ وہ دو برس وفاقی شرعی عدالت اور بیس برس پریم کورٹ میں فرائض سرانجام دیتے رہے۔ شریعت اپیلٹ بنیٹ کے چیف جسٹس اور پاکستان کے نائب چیف جسٹس بھی رہے ہیں۔ ان کی گزار قدر دینی خدمات کی وجہ سے انہیں ”شیخ الاسلام“ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ پچھلے دونوں دہشت گردوں نے مفتیٰ ترقیٰ عثمانی صاحب پر حملہ کیا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی فیصلی کو محفوظ رکھا۔ یوں عالم اسلام ایک بڑے نقسان سے بچ گیا۔ تاہم اس المناک واقع میں ان کے دوسرا تھی شہید اور دو شدید یزخی ہو گئے، حملے کے بعد ان کا پہلا تفصیلی اثر و یوروز نامہ امت میں شائع ہوا، ”امت“ کے شکریے کے ساتھ یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔

س: دہشت گردی کے حملے میں آپ کا فتح جانا مجزے سے کم نہیں۔ کیا حملے کے وقت آپ کوئی دعا پڑھ رہے تھے؟

ج: بالکل، اللہ تعالیٰ نے مجھے گولیوں کی بارش کے باوجود اس طرح محفوظ رکھا کہ مجھے خراش تک نہ آئی۔ البتہ اپنے دوسرا تھیوں کی شہادت اور دوسرا تھیوں کے زخمی ہونے پر مجھے سخت صدمہ ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو میں دعا پڑھتا ہیں، مانگتا ہوں۔ دعا پڑھنی اور چیز ہوتی ہے اور مانگنی اور چیز ہے۔ دوران سفر دعا مانگنا میرا معمول ہے۔ عموماً سورہ کہف میں رات کو ہی نفل میں پڑھ لیتا ہوں۔ روز ایک پورا پارہ پڑھنا میرے معمول میں شامل ہے۔ اگر سفر میں ہوں تو پھر راستے میں تلاوت

کر کے پارہ ختم کرتا ہوں۔ جب حملہ ہوا تو میں سورہ کہف کی تلاوت شروع کر رہا تھا۔ تلاوت شروع کرتے ہی فائز نگ اسٹارٹ ہو گئی۔ چند گولیاں میری کارکی ونڈ اسکرین پر آ کر لگیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ شروع میں چلائی جانے والی گولیوں کی آواز مجھے تیز بارش کی بوندوں کی طرح سے محسوس ہوئی۔ میں یہی سمجھا کہ اچانک تیز بارش شروع ہو گئی ہے۔ لیکن جب گاڑی کی ٹوٹی ونڈ اسکرین پر نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ بارش نہیں بلکہ فائز نگ ہو رہی ہے۔ پہلا خیال ہی ذہن میں یہی آیا کہ شاید کوئی دہشت گرد ہیں، جو ہمیں نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ موڑ سائیکلوں پر سوار حملہ آور آگے پیچھے جا رہے تھے اور ہوائی فائز نگ بھی کر رہے تھے۔

س: جیسا کہ خبروں میں آیا ہے کہ حملہ آور تین موڑ سائیکلوں پر سوار تھے۔ کیا ایسا ہی تھا؟

ج: جی ہاں، تین موڑ سائیکلوں ہی تھیں اور ہر موڑ سائیکل پر دو، دو فراد سوار تھے۔ لیکن مجھے فوری طور پر حملہ آوروں کی تعداد کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ حملے کے وقت میں سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور قرآن پاک میرے دونوں ہاتھوں میں تھا۔ میں تلاوت میں اس قدر محظا کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ ہم لوگ کہاں پہنچے ہیں۔ لہذا حملہ آوروں کی تعداد کی طرف بھی میرا دھیان نہیں گیا۔

س: گولیاں آپ کے لئے قریب سے گزرا ہی تھیں؟

ج: میں اپنی اہلیہ، پوتے اور پوتی کے ہمراہ بیک سیٹ پر بائیکیں دروازے کے ساتھ بیٹھا تھا۔ گولیاں مسلسل چل رہی تھیں۔ عقب سے آئے والی گولیاں ہمارے سروں کے انتہائی قریب سے ہوتے ہوئے سامنے کی سیٹوں کے پیچے پیوست ہو رہی تھیں۔ اس دوران دائیں طرف سے آئے والی ایک گولی میرے ڈرائیور جیب کے لگی۔ ڈرائیور نے مجھے کہا کہ آپ نیچے لیٹ جائیں۔ ظاہر ہے کہ گاڑی میں لیٹنے کی گنجائش نہیں تھی۔ لہذا میں کچھ آگے پیٹ کر کے نیم دراز ہو گیا۔ اس دوران تینوں اطراف سے گولیاں چلنے کا سلسہ شروع ہو چکا تھا۔ تاہم ڈرائیور نے زخمی حالت میں گاڑی آگے بڑھا دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے حملہ آور اپنا کام کر کے چلے گئے۔ لیکن اتنے میں جیب کی آواز آئی کہ وہ پلٹ کر آ رہے ہیں۔ آپ کچھ اور نیچے ہو جائیں۔ اس اثنامیں حملہ آور واپس آچکے تھے اور انہوں نے فائز نگ کا سلسہ دوبارہ شروع کر دیا۔ اس بار انہوں نے دائیں، بائیکیں، سامنے اور عقب، چاروں اطراف سے گولیاں برسائیں۔ آپ کو ایک حیرت انگیز بات بتاؤ۔ میں گاڑی میں بائیکیں دروازے کے ساتھ بیٹھا تھا۔ دہشت گروں کی ایک گولی اسی دروازے کے آر پار ہو گئی۔ گولی لگنے کا مقام وہی تھا جہاں میری ٹاگ تھی۔ عقل تو یہی کہتی ہے کہ یہ گولی

میری ٹانگ میں لگنی چاہئے تھی، کیونکہ گولی دروازے کے آر پار ہو گئی تھی۔ لیکن ابھی تک یہ بات سمجھنے نہیں آئی ہے کہ یہ گولی کہاں چلی گئی؟ یہ معماشاید کبھی حل نہ ہو۔ لہذا حملہ آور عقب سے زیادہ شدید فائزگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گاڑی کا عقبی شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے دہشت گروں کا مقصد پورا نہیں ہوسکا۔ شیشہ ٹوٹنے کے بعد بھی عقب سے گولیاں آنے کا سلسہ جاری رہا۔ زیادہ تر گولیاں عقب سے آکر فرنٹ سینٹوں کے پچھلے حصوں میں لگتی رہیں۔ کچھ گولیاں گاڑی کی ڈکی کے اندر جا کر عقبی سیٹ کے راؤ میں پھنس گئیں۔ لیکن مجھے یا میری فیملی کو ٹھنڈنیں ہوئیں۔

س: اس وقت آپ کی الہیہ، معصوم پوتے اور پوتی کی کیا کیفیت تھی؟

ج: ایک پوتا یمان پانچ برس اور پوتی دینا سات برس کی ہے۔ لہذا بچوں کو تو پتا ہی نہیں تھا کہ اصل میں ہو کیا رہا ہے۔ لیکن جب ڈرائیور اور گارڈ کو گولیاں لگیں تو پوتے یمان نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ”با، میرے یہاں لگی ہے۔“ اس وقت میں ٹھوڑا اگبرہ اگیا۔ ایک طرح سے مجھ پر قیامت گزر گئی۔ میں نے دعا کی کہ ”یا اللہ میرے بچے کو بچا لے۔“ میں نے جلدی سے یمان کی قصیض کے ہن کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ گولیوں سے ٹوٹنے والے کار کے شیشے کی کرچیاں اسے لگی ہیں۔ شیشے کی کرچیاں میری الہیہ کے بھی لگیں۔ ان کے دونوں ہاتھ زخمی ہوئے ہیں۔ حملے کے وقت ان کے دونوں ہاتھوں میں بھی قرآن پاک تھا اور وہ بھی تلاوت کر رہی تھیں۔ میری طرح الحمد للہ میری الہیہ کو بھی کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں تھی۔ دوران حملہ وہ سورہ یسین کی آیت ”وَ جعلنا من بين ايديهم سداً وَ من خلفهم سداً...“ پڑھ رہی تھیں۔ اس کا ترجمہ ہے کہ ”ہم نے ان کے آگے پیچھے دیواریں کھڑی کر دی ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔“

س: حملے کے وقت آپ کی دو گاڑیاں تھیں؟

ج: بھی دو گاڑیاں تھیں۔ ہماری ہندسا سوک آگے تھی، جس کی اگلی نشستوں پر ڈرائیور کے ساتھ پولیس گارڈ بیٹھا تھا۔ عقب سیٹ پر میں، میری الہیہ اور میرے پوتا پوتی تھے۔ پچھلی گاڑی میں ایک ڈرائیور عامر اور ہمارا ذاتی محافظ صنوبر تھا۔ گولیاں لگنے سے ڈرائیور عامر شدید زخمی ہوا۔ اب بھی تشویشاں کا حالت میں ہے۔ جبکہ محافظ صنوبر شہید ہو گیا۔ یعنی حملے میں دو افراد شہید اور دو شدید زخمی ہوئے۔ آپ اندازہ کیجئے آٹھ

افراد کا قافلہ تھا۔ ان میں سے مجھ سمتی فیملی کے چار افراد مجرمانہ طور پر نجگئے اور باقی چار کو گولیاں لگیں۔ س: ڈرائیور اور گارڈ کو پہلے ہی حملے میں گولیاں لگ چکی تھیں یا جب دہشت گرد پلٹ کر آئے تو ان کو گولیاں لگیں؟

ج: ڈرائیور نے مجھے خود بتایا کہ اسے گولیاں لگ چکی ہیں۔ یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ شروع میں ہونے والی فائرنگ سے وہ زخمی ہوا یا جب حملہ آور پلٹ کر آئے تھے تو وہ دوبارہ ہونے والی فائرنگ کی زد میں آیا۔ دراصل دہشت گرد ڈرائیور کے سر کو ٹارگٹ کرنا چاہ رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا۔ اگر ڈرائیور کے سر میں بھی گولی لگ جاتی تو پھر معاملہ ختم تھا۔ کیونکہ اسی نے گاڑی اسپتال تک پہنچائی۔ دونوں کاندھے اور کہنی زخمی ہو جانے کے باوجود ڈرائیور نے بہت تیزی سے گاڑی بھگائی۔ اس دوران میں نے محسوس کیا کہ ہم آگے نکل چکے ہیں اور حملہ آور پیچھے رہ گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ڈرائیور کے دونوں بازوں اور ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ اور اسے گاڑی چلانے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ بایاں ہاتھ شل ہو چکا تھا اور اب وہ ایک ہاتھ سے گاڑی ڈرائیور کر رہا تھا۔ اس دوران اس نے مجھے کہا کہ حضرت، میرا ایک ہاتھ تو بالکل بیکار ہو گیا ہے۔ جس پر میں نے کہا کہ تم گاڑی سائیڈ میں لگا دا اور پچھلی سیٹ پر آ جاؤ۔ میں خود گاڑی چلا کر اسپتال لے جاتا ہوں۔ لیکن حبیب نے انکار کر دیا اور بولا ”حضرت، نہیں ہو سکتا۔ آپ کی جان خطرے میں ہے۔ دہشت گرد دو حملے کر چکے ہیں اور تیسرا حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ الہذا میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ خدا کے لئے آپ پیچھے ہی بیٹھے رہیں۔ میں خود ہی گاڑی چلا کر اسپتال لے جاؤں گا۔“ کچھ دیر بعد حبیب کا وہ ہاتھ بھی زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے شل ہونا شروع ہو چکا تھا، جس کی مدد سے وہ گاڑی چلا رہا تھا۔ چنانچہ اس نے محض اپنی انگلیوں کی پوروں کی مدد سے گاڑی ڈرائیور شروع کر دی اور گاڑی کو لیافت نیشنل اسپتال کے راستے پر ڈال دیا۔ میں چونکہ جمعہ پڑھانے مسجد بیت المکرم جارہا تھا اور نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ میں نے مسجد والوں کو راستے میں ہی فون کر کے بتایا کہ ناخشکوار واقعہ پیش آیا ہے، الہذا جمعہ کی نماز پڑھانے نہیں آسکوں گا۔ کچھ دیر بعد ہم اسپتال پہنچ چکے تھے۔ فوری طور پر ایمیر جنسی میں آئے۔ میں نے ایک اسٹریچر مگلو اکر اس پر پولیس گارڈ کو ڈالا۔ کیونکہ مجھے امید تھی کہ شاید وہ نجگی کیا ہو۔ لیکن چونکہ گولی سر میں لگی تھی، الہذا بد قسمتی سے پولیس گارڈ نہیں نج سکا۔ وہ اسپتال آنے سے پہلے راستے میں ہی شہید

ہو چکا تھا۔ تین گولیاں لگنے اور شدید زخمی حالت میں گاڑی چلانے کے سبب ڈرائیور بھی اب نہ ہال ہو رہا تھا۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ جبیب نے کتنی جرات کا مظاہرہ کیا۔ میں پہلے گاڑ کے اسٹرپچر کی طرف گیا اور ڈاکٹر سے پوچھا کہ اس کی کیا پوزیشن ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ اب گاڑ دنیا میں نہیں رہا اور راستے میں دم توڑ چکا ہے۔ جبکہ ڈرائیور جبیب کے بارے میں ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کا آپریشن ہو گا، لیکن حالت خطرے سے باہر ہے تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اتنے میں اسپتال انتظامیہ کے سربراہ آگئے۔ میں نے انہیں کہا کہ جمعہ کا وقت ہے، نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے اسپتال کی مسجد میں لے گئے اور میں نے جمعہ کی نمازو بیں پڑھی۔ اس وقت خطبے کی اذان ہو رہی تھی۔ میں تقریباً ایک گھنٹے تک اسپتال میں رہا۔ س: اتنے طویل وقت تک دہشت گرد گولیاں برساتے رہے۔ پولیس کہیں نظر نہیں آئی؟

ج: جائے وقوعہ پر تو پولیس دکھائی نہیں دی۔ تاہم جب ہم اسپتال کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں ایک سپو سینٹر کے سامنے ایک پولیس موبائل ضرور دکھائی دی، جو پولیس الہکاروں سے مکمل بھری ہوئی تھی۔ ڈرائیور گاڑی پولیس موبائل کے قریب لے کر گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میری گاڑی کا ڈرائیور شدید زخمی ہے، لہذا تم میں سے کوئی ایک الہکار گاڑی ڈرائیور کر کے ہم لوگوں کو اسپتال تک پہنچا دے۔ لیکن پولیس الہکاروں نے بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ خود ہی اسپتال پہنچ جائیں۔ میں نے سوچا کہ ان سے بحث کرنے میں مزید وقت ضائع ہو گا۔ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ ہم نے چلتے چلتے ہی بات کی تھی۔ ڈرائیور نے خود بھی ان سے یہ بات کہی تھی۔ لیکن جب پولیس الہکار آمادہ نہیں ہوئے تو ہم نے خود ہی اسپتال کی طرف گاڑی ڈال لی۔ خوش قسمتی سے زیادہ ٹریکنگ نہیں تھی اور ہم تقریباً اس منٹ میں اسپتال پہنچ گئے۔

س: سناء ہے کہ آپ کو دھمکیاں بھی ملتی رہی ہیں۔ یہ سلسلہ کب سے جاری تھا؟

ج: حال ہی میں تو مجھے کسی قسم کی کوئی دھمکی نہیں ملی۔ لیکن دو ڈھانے برس پہلے ضرور دھمکیاں ملا کرتی تھیں۔ لیکن میں نے کبھی ان دھمکیوں کو سنجیدگی سے نہیں لیا اور نہ ہی اس سے انتظامیہ کو آگاہ کیا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ دھمکیاں دینے والے خود کو جن تنظیموں سے منسوب کیا کرتے تھے، میرے خیال میں ان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ یعنی ایک طرح سے یا اصلی نہیں جعلی دھمکیاں تھیں۔

س: کس نوعیت کی دھمکیاں ہوتی تھیں اور کیا فون پر دی جاتی تھیں؟

ج: زیادہ تر گمنام ہوتی تھیں۔ اور عموماً بذریعہ خط آتی تھیں۔ کبھی کسی خط میں دعویٰ کیا جاتا تھا کہ اس کا

تعلق داعش سے ہے اور لکھا جاتا کہ ”میں داعش کا کمانڈر ہوں اور آپ نے جو موقف اختیار کیا ہے۔ ہم آپ کو چھوڑیں گے نہیں۔“

س: کون ساموقف؟

ج: میں ہمیشہ سے ہی ملک کے اندر مسلح کارروائیوں اور خودکش حملوں کے خلاف رہا ہوں۔ خط میں میرے اسی موقف کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔ کبھی کوئی خود کو داعش کا قرار دے کر ہمکی آمیز خط بھیجا۔ کبھی بظاہر ٹی پی کی جانب سے اسی نوعیت کا دھمکی آمیز خط آ جاتا تھا۔ اب پتا نہیں یہ خط اصلی ہوتے تھے یا جعلی۔ کیونکہ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ کسی نے ٹی پی کا ذمہ دار بن کر ہمکی آمیز خط بھیجا تو ٹی پی کی جانب سے تردیدی خط بھی آگیا کہ ان کی طرف سے اس قسم کا کوئی خط نہیں بھیجا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ہمکیوں کو میں نے کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ ایک آدھ بار لوکل نمبر سے فون بھی آیا کہ آپ کو چھوڑیں گے نہیں۔ جس پر میرا کہنا تھا کہ ”اللہ مالک ہے۔“ اگرچہ ملک میں مسلح کارروائیوں کے حوالے سے میرا موقف واضح ہے۔ اس کے باوجود میں سمجھتا تھا کہ کوئی میرا شمن نہیں اور ہمکیاں دینے والے جن تنظیموں سے خود کو منسوب قرار دیتے ہیں، وہ درست نہیں۔ اس وقت تو پاکستان میں داعش کا وجود بھی نہیں تھا۔ ولچسپ امر ہے کہ اس کے باوجود ایک بار خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ ”میں داعش کا کمانڈر ہوں اور آپ کے قریب رہتا ہوں۔“

س: لیکن پھر گورنر سندھ عمران اسماعیل نے یہ کیوں کہہ دیا کہ آپ کواب بھی ہمکیاں مل رہی تھیں؟
ج: میرا خیال ہے کہ گورنر صاحب کو کوئی مغالطہ ہوا ہے۔ دراصل جب علماء سے سیکورٹی واپس لی گئی تو اس وقت ہمارے وفاق المدارس کے کچھ نمائندے انتظامیہ کے مختلف لوگوں سے ملے اور انہیں کہا تھا کہ ہمارے بعض علماء کو ہمکیاں مل رہی ہیں۔ لہذا ان سے سیکورٹی واپس لینے کے بجائے انہیں سیکورٹی فراہم کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ گورنر نے اسی تناظر میں بات کی ہو۔ لیکن میرے علم میں نہیں۔ جملے کے بعد خیریت پری کے لئے گورنر صاحب آئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے تو میری کبھی ان کے ساتھ ملاقات نہیں ہوئی۔

س: آپ کے پاس کتنی سرکاری سیکورٹی تھی؟

ج: شروع میں تو میرے پاس کوئی سیکورٹی نہیں تھی۔ لیکن ایک ڈیڑھ برس پہلے مجھے صرف ایک سپاہی دیا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اسے واپس کر دوں۔ کیونکہ میرا آنا جانا بہت کم ہوتا ہے۔ پھر میرے اپنی ذاتی محافظ بھی ہیں۔ تاہم قریبی لوگوں نے کہا کہ سپاہی کو رکھ لیں تو میں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ جب حکومت نے

علام کی سیکورٹی واپس لی تو مجھ سے بھی یہ واحد سپاہی واپس لے لیا گیا۔ تاہم ایک ہی دن گزر اتحاد کے مجھے ایک کے بجائے دو سپاہی دے دیئے گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ حملے سے ایک روز پہلے ان دو سپاہیوں میں سے ایک سپاہی دوبارہ واپس لے لیا گیا تھا۔ لہذا حملے کے وقت ایک ہی سپاہی محمد فاروق میرے ساتھ تھا، جو شہید ہو گیا۔ س: کہا جا رہا ہے کہ حملہ مکمل ریکی کے بعد کیا گیا۔ تو کیا ہر جمعہ کو مقررہ وقت پر نماز پڑھانے کے لئے گھر سے نکلا آپ کا معمول تھا؟

ج: جی بالکل یہ میرا معمول تھا۔ اور یقیناً حملہ آوروں نے زبردست ریکی کی تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس جمعہ کو میرا پروگرام تبدیل تھا۔ بدھ کے روز کی ملتان کے لئے میری سیٹ بک تھی۔ یعنی جمعہ کو مجھے کراچی میں نہیں ہونا تھا۔ یوں زیادہ تر لوگوں کو یہی معلوم تھا کہ اس جمعہ کو میں معمول کے مطابق مسجد بیت المکرم نماز پڑھانے نہیں جاؤں گا۔ لیکن ہوا یہ کہ اچانک میری فلاٹ کینسل ہو گئی اور میں ملتان نہیں جاسکا۔ لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کے علم میں تھی۔ تقریباً اسپتہ یہی سمجھ رہے تھے کہ میں ملتان جا چکا ہوں۔ اس کے باوجود حملہ آوروں کی انفارمیشن ایسی تھی کہ انہیں پتا چل گیا کہ میرا ملتان جانے کا پروگرام کینسل ہو چکا ہے اور اب میں معمول کے مطابق جمعہ کی نماز پڑھانے مسجد بیت المکرم جاؤں گا۔ بعد میں اندازہ ہوا کہ انہوں نے اس بات کی کنفرمیشن کے لئے اپنے لوگ بھی دارالعلوم کو رنگی بھیجے۔ حملہ سے قبل تقریباً دوپہر بارہ بجے کچھ نامعلوم افراد دارالعلوم آ کر یہ پوچھتے رہے کہ آج یہاں نماز کون پڑھائے گا؟ نماز کس وقت ہو گی؟ ہم تو مفتی صاحب کے پیچے نماز پڑھنے آئے تھے۔ شاید وہ یہ معلوم کرنا چاہ رہے تھے کہ میں کب مسجد بیت المکرم جانے کے لئے گھر سے روانہ ہوں گا اور یہ کہ پروگرام تبدیل تو نہیں ہو گیا ہے۔

س: حملہ کی تفییش کے سلسلے میں آپ کو اعتماد میں لیا جا رہا ہے؟

ج: بالکل مجھے آگاہ رکھا جا رہا ہے۔ اندازہ ہے کہ تفییش پوری تن دہی سے کی جا رہی ہے۔ یہ تفییش قانون نافذ کرنے والے مختلف ادارے مل کر کر رہے ہیں۔ اس مرتبہ ایسا لگتا ہے کہ تفییش پوری سنبھیگی سے کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں بعض باتیں آف دی ریکارڈ ہیں۔ لہذا بتائی نہیں جاسکتیں۔ تاہم تفییش جس سمیت میں کی جا رہی ہے۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔

س: آپ اس حملے کو کس تناظر میں دیکھتے ہیں؟

ج: میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مجھ پر قاتلانہ حملے کو ہرگز کسی فرقہ واریت سے منسوب نہ کیا

جائے۔ بظاہر یہ ملک دشمنوں کی سازش تھی کہ یوم پاکستان پر افراطی پیدا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام بنادیا۔ اور اس کا سہرا میرے دو شہید ساتھیوں اور دوزخیوں کے سر ہے۔

س: قاتلوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ج: قاتلوں کو میں ہدایت کے راستے کی دعوت دوں گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ انہیں

صحیح راستہ دکھائے اور خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتق صاحب کے بہادر ڈرائیور کا عزم۔

مفتقی تقی عثمانی صاحب کے ڈرائیور حبیب کا آپریشن کیا جا چکا ہے اور اس کے جسم سے گولیاں بھی نکال دی گئی ہیں۔ حبیب مفتی تقی عثمانی کے ساتھ پچھلے سترہ اٹھارہ برس سے ہے۔ آپریشن کے بعد حبیب کو انہتہائی نگہداشت کے بتایا "میں نے فون پر حبیب سے کہا کہ ساری دنیا تمہیں ہیر و کہہ رہی ہے"۔ اس پر وہ کہنے لگا "اگر میری دس جانیں بھی ہوتیں تو آپ پر قربان کر دیتا۔"

امام مسجد الحرام کا فون

انٹرو یو کے دوران سعودی عرب، ڈنمارک اور انگلینڈ سمیت مختلف ممالک سے مفتی تقی عثمانی کی خیریت دریافت کرنے کیلئے ان کے پاس فون آتے رہے۔ جبکہ اپنے سے ان کا ایک شاگرد خصوصی طور پر ان سے ملنے کیلئے آیا تھا۔ اس دوران مسجد الحرام کے امام و خطیب اور سعودی علماء کو نسل کے رکن الشیخ صالح بن حمید نے شیخ الاسلام کی خیریت دریافت کرنے کیلئے فون کیا۔ شیخ الاسلام نے قاتلانہ حملہ میں نجح جانے کو مجرہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فرشتے نازل کئے تھے، جو گولیوں کا رُخ پھیر رہے تھے۔ شیخ صالح بن حمید، عالم اسلام کے سب سے بڑے فقیہی فورم مجمع الفقهاء الاسلامی (International Islamic Fiqh Academy) کے رکن ہیں۔ جبکہ مفتی تقی عثمانی اس فورم کے نائب رئیس ہیں۔ اس دوران میں موجود شیخ الاسلام کے خدام نے بتایا کہ مفتی صاحب کو سعودی عرب میں بڑی عزت و احترام کا مقام حاصل ہے۔ سعودی حکومت انہیں فیملی سمیت کئی بار اپنی شہریت کی پیشکش کر چکی ہے۔ لیکن مفتی تقی عثمانی اپنے وطن کی محبت میں اس مقدس سر زمین میں مستقل بنتے کو تیار نہیں ہیں۔

• • •

شعبہ دارالافتاء و تحقیق

جامعہ دارالتحقیقی لاہور

آپ کے مسائل کا حل

خریدے ہوئے پلاٹ میں زکوٰۃ

۱۔ اگر کوئی شخص ایک پلاٹ خرید لے اور اس پلاٹ کو خریدتے وقت اس کی کوئی نیت نہ ہونہ آگے بیچنے کی، نہ رہائش کرنے کی، غرضیکہ بلا نیت خریدا اور بغیر نیت کے، ہی اس کی ملکیت میں ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

۲۔ ایک شخص نے ایک پلاٹ خریدا اور خریدتے وقت اس کی کیا نیت تھی؟ اسے یاد نہیں، پھر چند سال کے بعد اس نے کبھی اس پلاٹ پر مکانات بنایا کر کرائے پر دینے کی نیت کی اور کبھی مرغی فارم بنانے کی، اس طرح، کبھی اس نے وہاں سکول بنانے کی نیت کی۔ اسی انسان نے پلاٹ کو بیچنے کی بھی نیت کی کہ جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ دوں گا۔ کیا اس پلاٹ پر کوئی زکوٰۃ ہے؟ اور فی الحال اس کی نیت اس پلاٹ کو چھوٹے چھوٹے پلاٹوں میں تقسیم کر کے بیچنے کی ہے۔

جواب: خریدی ہوئی چیز پر زکوٰۃ تب لاگو ہوتی ہے۔

۱۔ جب اس نے بیچنے کی نیت سے خریدا ہو۔

۲۔ اور نیت حتمی ہو۔

۳۔ خریدنے کے وقت سے لے کر زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت آگے بیچنے کی نیت تسلسل کے ساتھ باقی ہواں لئے صورت مسئول نمبر (۱) اور نمبر (۲) میں پلاٹوں کی مالکیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے پیسوں سے جھیز بنانا

سوال: اگر کسی لڑکی کی شادی ہو رہی ہو اور اس کے ماں باپ غریب ہوں اور اس لڑکی کو جھیز میں بہت کم سامان دے رہے ہوں تو اس لڑکی کیلئے زکوٰۃ کے پیسوں سے جھیز کا سامان بنانا کردینا صحیح ہے یا نہیں؟
 جواب: اگر لڑکی اور اس کے ماں باپ زکوٰۃ کا مصرف بنتے ہیں تو ان تینوں کو ضرورت کے جھیز کیلئے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

بھتیجوں کو زکوٰۃ دینا

سوال: کیا ایک بھائی دوسرے کی بالغ اولاد کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟
 جواب: ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کی بالغ اولاد کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ بشرطیہ وہ اولاد مستحق زکوٰۃ ہو۔

مطلقہ سے دوبارہ نکاح

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک عدطلاق دی ہے۔ دو تین سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اب دوبارہ صلح کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ تو کیا یہ شخص اپنی اس مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے؟ اس میں شریعت کی طرف سے کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے؟
 جواب: دوبارہ نکاح کرنا ہو گا۔ آئندہ کے لیے ایک طلاق ثمار میں رہے گی۔

کیا توبہ کرنے سے دنیا کی سزا بھی معاف ہو جاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا توبہ کرنے سے آخرت کی سزا کے علاوہ دنیا کی سزا یعنی شرعی تعزیر اور مصیتیں وغیرہ بھی معاف ہو جاتی ہیں؟
 جواب: واضح رہے کہ توبہ کرنے سے اخروی سزا کے ساتھ دنیاوی سزا نہیں یعنی حدود اور تعزیرات بھی معاف ہو جاتی ہیں۔ البتہ بندوں کے حقوق بندوں سے معاف کروانے سے ہی معاف ہوں گے۔ لیکن دنیاوی سزا کا معاف ہونا اس وقت تک ہے جب تک وہ حاکم کے سامنے ثابت نہ ہو جائے۔

اور اگر حکم کے سامنے ثابت ہو جائے تو پھر دنیاوی سزا صرف توبہ سے ساقط نہیں ہوگی۔

خالہ کا بھائی کے شوہر سے پردہ ہے

سوال: سُنگی خالہ اپنی سُنگی بھائی کے میاں سے پردہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

جواب: خالہ کا اپنی بھائی کے میاں سے پردہ ہے۔

طالبات مرد اساتذہ سے پڑھ سکتی ہیں؟

سوال: طالبات کا مرد اساتذہ سے سبق پڑھنا جب کہ اساتذہ کو طالبات کے نام کا علم بھی ہو۔ اور وہ

ان سے سبق بھی سنیں تو کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: لڑکیوں اور عورتوں کیلئے صرف ضروری دینی تعلیم سیکھنا واجب ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ ان کو کوئی خاتون تعلیم دیں۔ خاتون اگر میسر نہ ہوں تو پردے میں رہ کر مرد سے پڑھ سکتی ہیں۔ جبکہ مردوں سے پڑھنے میں جواحتیا طیں ہیں ان کی پابندی کی جائے۔

جانور میں حرام اور مکروہ چیزیں

سوال: حلال و طیب جانور میں کتنی چیزیں قطعی حرام، مکروہ تحریکی، مکروہ تنزیہی۔ ناپسندیدہ و ممکنہ ہیں۔ کتاب و سنت کے حوالے سے بیان فرمائیں تاکہ بنده اس پر عمل کر سکے۔ کیونکہ عام طور پر بہت سے لوگ بکرے کے گردے اور کپورے کھاتے ہیں اور او جڑی کو سنت کہتے ہیں۔ نیز کیا قربانی والے جانور کا بھی یہی حکم ہے؟

جواب: حلال جانور کی مندرجہ ذیل سات چیزیں مکروہ تحریکی ہیں۔

۱۔ پتہ ۲۔ مثانہ ۳۔ شرمگاہ ۴۔ غدوہ ۵۔ آلہ تناسل ۶۔ خصیے یعنی کپورے ۷۔ خون (باقی سب جائز ہیں)

شادی کے موقع پر لائٹ، اور دوہا کا ہار پہننا

سوال: شادی کے موقع پر گھروں کو لائٹ سے سجنانا کہاں تک صحیح ہے؟ دوہا کیلئے شادی پر پیسوں

وغیرہ کا ہارڈ النایا کوئی نشانی وغیرہ جود و لہا کو ممتاز کرنے کیلئے لگائی جاتی ہے از روئے شریعت کوئی نشانی وغیرہ صحیح ہے؟ واضح فرمائیں۔

جواب

جتنی روشنی کی ضرورت ہوتی روشنی کر سکتے ہیں۔ سجاوٹ کی بیوں سے پہنچ کریں۔ کیونکہ ان کا فائدہ صرف سجاوٹ ہے۔ روشنی نہیں۔ لہذا ان میں اسراف بھی ہے۔

باقی دولہا کا گلے میں نوٹوں کا ہار پہننا صحیح نہیں۔ کیونکہ ایک تو اسیں تصویریں ہوتی ہیں۔ اور تصویر کا بقدر ضرورت استعمال تو جائز ہے۔ لیکن بلا ضرورت اسکو گلے میں لٹکانا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ اور دوسرا بات یہ ہے کہ نوٹوں کا ہار کوئی زیب و زینت کی چیز بھی نہیں ہے۔ اسیں زیبائش سے زیادہ نمائش مقصود ہوتی ہے۔ ہاں دولہا امتیاز کیلئے شیر و انی اور عمامہ اپنی استطاعت کے مطابق پہن سکتا ہے۔



دعوت نامہ



تقریب متائج و تفسیر انعامات

محترم بکریم جات

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ امید ہے کے مراج گرجی پتی و دعائیت ہو گے

جامعہ دارالتحفی لاحور کے پر اہتمام شعبہ کتب بہات پہنچیہ حفظ قرآن کریم اور التقوی یا اسی بھل کمل کے سالانہ امتحان کے متائج و تفسیر انعامات کے موقع پر ایک مبارک تقریب منعقد کی جا رہی ہے جس میں اکابر علماء کرام و مختاری عظام ذات برکاتہم تحریریں لارہے ہیں۔ آج چنان کتاب کو اس تقریب میں شرکت کی پر خلوص و موت ہے۔ آپ کی آمد ہمارے لئے باعث سرست اور جامعہ دارالتحفی کے طلیب و طالبات کی حوصلہ فراہم کیا گا۔

موعد: 21 اپریل برداشت: 2019ء

برت: صبح 01:00:00 بجے

والسلام
آل شوری

بستقام

مدرسہ سیدنا علی الہمال مسجد نیو چورچی پارک لاہور

03-222-333-224 0321-777-1130 042-37414665 www.darultaqwa.org

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

اعمال قرآنی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے قرآن مجید میں بیان کی گئی انبیاء کے کرام کی دعائیں، پریشانیوں کے حل کے لئے قرآنی وظائف اور ہمہ اقسام روحانی و جسمانی امراض سے شفایابی کے لئے کلام اللہ میں بیان کئے گئے نجات کو بجا کر کے ایک کتاب ”اعمال قرآنی“ کے نام سے مرتب کی تھی جس میں مصیبۃ زدہ عوام اور پریشان حال افراد کے دکھوں اور مصیبتوں کا قرآن مجید کی روشنی میں حل موجود ہے۔ آپ بھی کامل یقین کے ساتھ ان پر عمل کر کے اپنی پریشانیوں سے چھکارا پاسکتے ہیں۔

ولادت میں سہولت کے لیے:

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّ ۝ وَأَذْنَثَ لِرَبِّهَا وَحْقَّ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مَدَّتْ ۝
وَالْأَقْلَقُتْ مَا فِيهَا وَتَحَلَّتْ ۝

خاصیت: ان آئیتوں کو لکھ کر ولادت کی آسانی کے لیے بائیں ران میں باندھ دے، ان شاء اللہ تعالیٰ بہت آسانی سے ولادت ہوگی، مگر بعد ولادت تعویذ کوفرا کھوں دینا چاہیے۔ اور اسی عورت کے سر کے بال کی دھونی مقامِ خاص پر دینا مفید ولادت ہے۔

بصارت کی کمی کے لیے:

پوری سورۂ [إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ] (پارہ: ۳۰)

خاصیت: جو شخص وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی بصارت میں کبھی کمی نہ ہوگی۔

• • •

استقبال رمضان تربیتی نشست

شمار	تاریخ	دن	وقت	مقام
1	13 اپریل، 2019	هفتہ	مغرب تا عشاء	جامع مسجد صدیقیہ باتالپور 03218882733
2	14 اپریل، 2019	الوار	ظہر تا 3:30 بجے	جامع مسجد زینب فرخ آباد شاہدرہ 03248843916
3	17 اپریل، 2019	بدھ	مغرب تا عشاء	توحید مسجد نیو سپر ٹاؤن میں بلیور اڈڈ لیفس 03224055391
4	20 اپریل، 2019	هفتہ	مغرب تا عشاء	جامع مسجد ابو بکر اے بلاک از میر ٹاؤن 03213867194
5	21 اپریل، 2019	الوار	ظہر تا 3:30	مدینہ مسجد مہاجر آباد 03228405818
6	24 اپریل، 2019	بدھ	بعد نماز عشاء	الفضل مسجد صادق کالونی گڑھی شاہو۔ 03004408993
7	27 اپریل، 2019	هفتہ	مغرب تا عشاء	الہلال مسجد چوربجی پارک 03158009237
8	28 اپریل، 2019	الوار	ظہر تا 3:30	مکان نمبر 587 گلی نمبر 31 گلہار بلاک بحریہ ٹاؤن (شہد میر صاحب) 03004015576
9	3 مئی، 2019	جمع	عصر تا مغرب	جامعہ دارالتعوی قصور 03054491891
10	4 مئی، 2019	هفتہ	مغرب تا عشاء	جامع مسجد پی ایڈٹی کالونی 03334287107
11	5 مئی، 2019	الوار	ظہر تا 3:30	جامع مسجد سیلیاٹ ٹاؤن نزد ابراہیم مسجد 03000845212
12	9 مئی، 2019	جمعرات	بعد الفجر	جامع مسجد صدیقیہ چاہ میراں 03334510090
13	12 مئی، 2019	الوار	ظہر تا 3:30	جامع مسجد خالق گلشن راوی 03224047029
14	12 مئی، 2019	الوار	ظہر تا 3:30	جامع مسجد چوربجی کوثر ز 03217744712

جامعہ کے دارالتقویٰ کے زیر اہتمام بذریعہ ملٹی میڈیا پروجیکٹ

علماء و مفتیان کرام سے استفادے کا موقع

2019ء

عنوان

استقبالِ رمضان

وقت اور دن کی ترتیب پچھلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

☆ استقبالِ رمضان کا طریقہ

☆ فضائلِ رمضان

☆ روزہ، تراویح اور اعتکاف کے فضائل و مسائل

☆ مزید بہت سادینی و اصلاحی فائدہ

مجانب: اہل، شوری جامعہ دارالتقویٰ مرکزی دفتر: متصل جامع مسجد الہلال، چوبی گی پارک، لاہور

□ +923222333224 □ darultaqwa.online@gmail.com □ ifta4u@yahoo.com

□ www.darultaqwa.org □ /jamiadarultaqwa □ Mufti Online: +923004113082



باسمہ تعالیٰ

تعاونی پارک لہور

محترم و مکرم جناب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ

اشاعت دین کے لئے اس وقت بہت سے دینی مدارس مصروف اعلیٰ ہیں۔ جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ دین کو سارے عالم میں زندہ فرمائے ہیں۔

انہی میں سے آپ کا جاتا بیچنا ادارہ جامعہ دارالتفویٰ بھی ہے۔
جناب محترم امام دارالتفویٰ ابتداء ہی سے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ جہاں سے اس وقت صرف 25 سال کے عرصے میں مختلف شعبہ جات کے اخبار سے بالمانع ہزاروں طلباء و طالبات فیضیاب ہو چکے ہیں۔

اس وقت بھی تقریباً 3400 طلباء و طالبات جامعہ کی 20 مختلف شاخوں میں ری تعلیم ہیں۔ الحمد للہ
جامعہ دارالتفویٰ کی مرکزی شاخ المسجد میں واقع ہے۔ طلباء کی امیں مسلسل اشاغے اور دن بدن ہو ام انہاں کا راجون جامعہ دارالتفویٰ کی طرف ہر ہفت
کی وجہ سے حالی چنانچہ پڑھ چکی ہے۔ جگہ کی تجھی و دیگر مسائل کے پیش نظر جامعہ نے مسجد الہلال کے قریب ہی تقریباً 3 کنال جلد خریدی ہے۔
مذکورہ جگہ پر فی الحال شعبہ تحفظ القرآن کے لئے وسیع نماہر اور اس طرح سے شعبہ عصری تعلیم کے لئے اسکول کی مددگار تعمیر کرنے کا مشورہ ٹے ہوا ہے۔

اس جگہ کی تعمیر کا تخمینہ لاگت تقریباً 6,00,000,00 چھ کروڑ ہے۔
جناب محترم آپ سے اتنا ہے کہ حسب سابق تکمیل کے اس کام میں اور اشاعت دین کے اس ظمیں منصوبے میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالیں۔



وَهَا انْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يَحْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (القرآن)

اور جو کچھ تم را خدا میں خرچ کر دے گو تو وہ اس کا بہترین بدلتے گا اور وہ بہترین دینے والا ہے۔

تعمیر میں تعاون کیلئے:

آن لائن عطیات جمع کرانے کیلئے:

Account Title:
Madrasa Fatima-tu-Zahra
Branch Code: 0140224
0010004203780017
الاہمیڈ بنک لمیڈیم ان آباد لاہور

لفقراوں:

دفتر جامعہ دارالتفویٰ متصل جامع مسجد الہلال
چوبِ جی پارک لاہور
042-37414665
0321-7771130

مرکزی دفتر جامعہ دارالتفویٰ متصل جامع مسجد الہلال چوبِ جی پارک لاہور

www.darultaqwa.org